دُعا کا جواب

دُعا کا جواب

از

کارل ٹی۔ نوَٹ

اور

ولیم میکڈانلڈ

مُترجم

جیکب سموئیل شنوا (ایم۔اے)

ناشرین

مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروزپور روڈ

لاہور ۱۶

بار ---------------------- ششم

تعداد ---------------------- پانچ سو

قیمت ---------------------- ۱۲ روپے

۲۰۰۶ء

اردو ایڈیشن کے جملہ حقوق بحق ناشرین، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور محفوظ ہیں۔

مینیجر مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے حیدری پریس، لاہور سے
چھپوا کر شائع کیا۔

فہرست

صفحہ

۱۔ دُعا کا مطلب کیا ہے؟ ———— ۵
۲۔ دُعا کی اقسام کیا ہیں؟ ———— ۵
۳۔ دُعا مانگنا کیسے سیکھا جا سکتا ہے؟ ———— ۶
۴۔ دُعا کے سُنے جانے کی کیا شرائط ہیں؟ ———— ۷
۵۔ خُداوند یسوؔع کے نام میں دُعا مانگنے کا مطلب کیا ہے؟ ———— ۹
۶۔ دُعا کے وقت جسمانی اَنداز کیا ہو؟ ———— ۱۱
۷۔ دُعا میں کس کو مخاطب کیا جائے؟ ———— ۱۱
۸۔ جماعتی دُعا کے بارے میں بائبل کیا بتاتی ہے؟ ———— ۱۲
۹۔ ہر روز کتنی دُعا مانگیں؟ ———— ۱۳
۱۰۔ کس وقت دُعا مانگیں؟ ———— ۱۵
۱۱۔ دُعا اور ایمان میں کیا تعلق ہے؟ ———— ۱۶
۱۲۔ "اگر تیری مرضی ہو تو ......" ———— ۱۸
۱۳۔ دُعا اور روزہ میں کیا تعلق ہے؟ ———— ۲۰
۱۴۔ غیر نجات یافتہ لوگوں کے لئے دُعا۔ ———— ۲۱
۱۵۔ کیا کسی بات کے لئے غیر مُعینہ مُدت تک دُعا کرتے رہیں؟ ———— ۲۲
۱۶۔ کیا خُدا ہمیشہ دُعا کا جواب دیتا ہے؟ ———— ۲۴
۱۷۔ کیا دُعا خُدا پر اثر انداز ہوتی ہے؟ ———— ۲۵
۱۸۔ خُداوند کی دُعا کا اِستعمال۔ ———— ۲۶

صفحہ

۱۹- دُعا مانگنا کیوں مُشکل لگتا ہے؟ — ۲۹
۲۰- دُعا میں خیالوں کے مُنتشر ہونے پر کس طرح قابُو پا سکتے ہیں؟ — ۳۰
۲۱- دُعا کے لیے فہرست کیسے بنائیں؟ — ۳۳
۲۲- ہم کس طرح ادب واحترام کا دامن چھوڑے بغیر دلیری کے ساتھ دُعا کر سکتے ہیں؟ — ۳۶
۲۳- کیسے جانیں کہ دُعا مانگیں یا اپنی عقل اور سمجھ کو کام میں لائیں؟ — ۳۸
۲۴- کیوں دُعا مانگیں، خُدا تو پہلے ہی جانتا ہے؟ — ۴۰
۲۵- کیا خلوت میں خاموشی سے یا بُلند آواز سے دُعا مانگیں؟ — ۴۲
۲۶- دُعا میں "تُو" اور "تیرا" کا استعمال۔ — ۴۳
۲۷- مَیں اپنے خیالات کا اظہار اعلیٰ زبان سے نہیں کرسکتا — ۴۴
۲۸- کیا خُدا صرف دُعا کے جواب ہی میں کچھ کرتا ہے؟ — ۴۵
۲۹- کن معنوں میں ہماری دُعاؤں سے خُدا کی تعظیم ہوتی ہے؟ — ۴۶
۳۰- ہم کس طرح اَور زیادہ دُعا مانگ سکتے ہیں؟ — ۴۸
۳۱- دُعائیہ میٹنگ کو کس طرح زیادہ دلکش بنائیں؟ — ۴۹
۳۲- دُعا کے جواب میں رکاوٹیں کیا ہیں؟ — ۵۲
۳۳- دُعا اور عمل۔ کیا دونوں ایک دُوسرے کی ضد ہیں؟ — ۵۳
۳۴- رُوح میں دُعا مانگنے کا کیا مطلب ہے؟ — ۵۵
۳۵- دُعا کتنی اہم چیز ہے؟ — ۵۶
۳۶- دُعا مانگنے کا فائدہ کیا ہے؟ — ۵۶

۱- دُعا کا مطلب کیا ہے؟

خُدا سے باتیں کرنے کا نام دُعا ہے۔ دُعا کی سادہ سی تعریف یہی ہے۔ اور ہماری دُعا ایسی ہی ہونی چاہیئے یعنی سادہ اور صاف بات چیت۔

دُعا میں ہم اِس کرّۂ ارض سے بہت بُلند ہو جاتے ہیں۔ ہم کائنات کی تخت گاہ میں داخل ہو کر خُدا سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ ایمان کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ ایسے ہی باتیں کرتے ہیں جیسے ایک بچّہ اپنے باپ سے کرتا ہے۔

یہ کِتنا بڑا حق ہے جو خُدا نے ہمیں دیا ہے! کیا ہماری روزمرّہ کی دُعائیہ زِندگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم دُعا کو بڑی قدر کی نِگاہ سے دیکھتے ہیں؟ ہمیں اِس کا زیادہ سے زیادہ اِستعمال کرنا چاہیئے۔ جِتنا کر رہے ہیں اِس سے کہیں بڑھ کر۔

۲- دُعا کی اقسام کیا ہیں؟

سب سے پہلے پرستش ہے۔ اِس میں حمد و ستائش، عقیدت اور شُکر گذاری شامل ہے۔ اپنی پرستش سے ہم ظاہر کرتے ہیں کہ ہم خُدا کے رحم اور پیار کے لئے اُس کے کِتنے شُکر گذار ہیں اور اس کے لئے کہ اُس نے ہمارے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

پھر اِقرار ہے، یعنی ہم اپنے گناہوں، بدیوں اور خطاؤں کو خُدا کے حضور مان لیتے اور اُس سے مُعافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔

دُعا کی دیگر اقسام سفارشی دُعائیں، اِلتجائیں اور مناجات ہیں۔ اکثر اِن میں فرق کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اہم بات یہ ہے کہ ہم فضل کے تخت کے سامنے دُوسروں کی اور اپنی ضرورتوں کے لئے مُسلسل دُعا مانگتے رہیں۔

ایک بات فوراً واضح ہو جانا چاہیئے۔ خُدا نے ہمیں دُعا مانگنے کا حق بخشا ہے۔ اِس کی بہت سی مُختلِف صُورتیں ہو سکتی ہیں۔ دُعا ہرگز رٹے رٹائے رسمی کلمات نہیں اور نہ یہ آسمانی چیزوں کی "شاپنگ لِسٹ"[1] ہے۔ دُعا کی مُختلِف صُورتوں کو اِستعمال کرنے کے لئے یاد رکھیں کہ دُعا خُدا سے گفتگو ہے اور حالات اور ضرورپات کے مُطابِق گفتگو کا انداز بدلتا رہتا ہے۔

۳۔ دُعا مانگنا کیسے سیکھا جا سکتا ہے؟

اوّل : جُونہی ہم نئے سِرے سے پیدا ہوتے ہیں رُوح القُدس ہمارے اندر بسنے لگتا ہے۔ وُہ ہمیں خُدا کو "اے ہمارے باپ" کہنا سکھاتا ہے (گلتیوں ۴: ۶)۔ خُداوند یسوع نے متّی ۶: ۹ میں یہی سکھایا ہے۔ لیکن آج کل بے شُمار لوگ ہر اِتوار کو بے سوچے سمجھے یہ الفاظ دُہراتے رہتے ہیں، اور اُن کو کبھی احساس نہیں ہوتا کہ خُدا کو "باپ" کہنے کا مطلب کیا ہے۔

دوم : پاک کلام سے خُدا کے لوگوں اور خُود خُداوند یسوع کی دُعائیہ زندگی کے مُطالعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ دُعا کیسے مانگنا چاہیئے۔

---

[1] خریداری کی فہرست۔

<u>سوم</u>: دُوسرے کے ساتھ مِل کر دُعا کرنے سے ہم خُود دُعا کرنا سِیکھ سکتے ہیں۔ جب دیگر مسیحیوں کو دُعا مانگتے سُنتے ہیں تو غیر شعُوری طور پر جان لیتے ہیں کہ ہماری دُعا میں کیا کیا باتیں شامل ہونی چاہئیں۔ دُعا مانگنا سِیکھنے کے اِس طریقہ کو بُری طرح نظر انداز کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ بے حد ضرُوری ہے۔

جب تک وقت صرف نہ کیا جائے کوئی بھی کام نہیں سِیکھا جا سکتا۔ کرتے کرتے اِنسان کوئی کام سِیکھ لیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہوائی جہاز اُڑانا چاہتا ہے تو ہوابازی کے مُتعلق کتابیں پڑھنا، اِس فن کی اِصطلاحات سیکھنا یا ماہر ہوابازوں کو کام کرتے دیکھنا کافی نہیں بلکہ اُسے خُود اپنے ہاتھ سے یہ سب کرنا ہوگا۔ یہی حال دُعا مانگنے کا ہے۔ عملی طور سے دُعا مانگنے کا کوئی مُتبادل نہیں ہے۔

۴۔ دُعا کے سُنے جانے کی کیا شرائط ہیں؟

مُسلسل اور مؤثر دُعائیہ زندگی کے لئے اِنسان کا اِیماندار ہونا ضرُوری ہے (یُوحنا ۹: ۳۱)۔ جہاں بھی کلام پاک میں دُعا کے جواب کا وعدہ ہے، وہاں یہ نظر آتا ہے کہ ضرُوری ہے کہ دُعا مانگنے والا خُدا کا حقیقی فرزند ہو جس نے ایمان کے وسیلہ سے مسیح کو خُداوند اور نجات دہندہ قبُول کر لیا ہے۔ اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خُدا کبھی کِسی غیر نجات یافتہ شخص کی دُعا کا جواب نہیں دیتا۔ کئی دفعہ خُدا نے اَیسے لوگوں کی دِلی اِلتجاؤں کے جواب میں اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کیا ہے مگر اَیسے واقعات عام نہیں ہیں۔

دُعا کے جواب کے لئے دُوسری شرط یہ ہے کہ دُعا مانگنے والے کی زندگی میں کوئی ایسا گناہ نہ ہو جس کا اُس نے اقرار نہ کیا ہو (زبور ۶۶:۱۸)۔ اُس کی خُداوند کے ساتھ رفاقت ہونی چاہیئے۔ وُہ مسیح میں قائم ہو (یُوحنّا ۱۵:۷)۔ اگر اُس کے دِل میں بدی ہو تو خُداوند کے ساتھ رفاقت مُمکن نہیں۔ جن باتوں کے بارے میں خُدا نے پہلے ہی صفائی سے بتا دِیا ہے، اگر کوئی اُنکی فرمانبرداری نہیں کرتا تو وُہ اُس میں قائم نہیں ہے (یُوحنّا ۱۵:۱۰)۔ قائم رہنے سے مُراد ہی فرمانبرداری ہے۔ چند گُناہوں کی مثالیں دی جاتی ہیں جو خُدا کو دُعا کا جواب دینے سے روکتے ہیں۔ دُوسروں کو مُعاف کرنے پر راضی نہ ہونا (متّی ۵:۲۳-۲۴؛ ۶:۱۵؛ مرقس ۱۱:۲۵)، خُودغرضی سے مانگنا (یعقوب ۴:۳)، ازدواجی زندگی میں ہم آہنگی کا نہ ہونا (۱-پطرس ۳:۷-۶)، ہر طرح کی نافرمانی (۱-یوحنّا ۳:۲۲)، غریبوں سے ہمدردی نہ ہونا (امثال ۲۱:۱۳) اَور بُت پرستی (حزقی ایل ۱۴:۳)۔ اِسے خُدا کے کلام میں لالچ بھی کہا گیا ہے۔ اِسی قسم کے کئی ایک اَور گناہ بھی ہیں۔ پاکیزہ زِندگی کا ایک براہِ راست فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دُعا مُؤثر ہوتی ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ دُعا اِیمان کے ساتھ مانگی جائے (متّی ۹:۲۸؛ ۲۱:۲۲؛ یعقوب ۱:۶)۔ دُعا کرنے والے کو یقین ہونا چاہیئے کہ خُدا جواب دینا چاہتا ہے اور کہ وُہ سب کُچھ کرنے پر قادر ہے اور اُس کے لئے کوئی بات نامُمکن نہیں۔ یہ اِیمان محض ایک عام سا نظریہ نہ ہو، بلکہ جو درخواستیں پیش کی جاتی ہیں اُن کے بارے میں پُختہ یقین ہونا چاہیئے۔ یہ اِیمان رکھنا ضرُوری ہے کہ خُدا اپنے وعدوں کو پُورا کرے گا اَور کہ وہ اُن کو بدلہ دیتا ہے جو سچّے دِل سے اُس کو تلاش کرتے ہیں (عبرانیوں ۱۱:۶)۔

چوتھی شرط۔ دُعا مانگنے والے کو سچے دِل سے خُدا کے پاس آنا ہے۔ اُس کی نیّت خالِص اور صاف ہو (عبرانیوں ۱۰: ۲۲)۔ مثلاً جو کام اِنسان خُود کر سکتا ہے اُس کے لئے خُدا سے درخواست کرنا صاف نیّتی نہیں۔ یہ دُعا مانگنا بھی غیر مُخلصانہ ہے کہ مجھے فرمانبردار بنا یا میری روزانہ دُعائیہ زِندگی کو مُؤثر بنا۔ اِس دُعا میں بھی نیّت خالِص نہیں ہوتی کہ حاضِرین میں سے خاص لوگوں پر پیغام کا اثر ہو۔ بعض دفعہ لوگ دُعا کے ذریعہ سے جھگڑوں کا فیصلہ کرتے یا لوگوں کی رائے اور خیالات پر اثر انداز ہونے یا کسی تک اپنی بات پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی دعاؤں میں اِخلاص اُور سچّائی مُطلق نہیں ہوتی۔ ایسی دُعائیں چھت سے ٹکرا کر واپس آجاتی ہیں۔ ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ ایسی دُعائیں چھت سے اُوپر نہیں جاتیں۔ صِرف الفاظ کے تانے بانے سے دُعا میں اِخلاص اُور سچّائی پیدا نہیں ہوسکتی۔ دُعا ختم کر لینے کے بعد بولتے رہنے سے بڑھ کر کوئی بات خُدا کو نامقبول نہیں ہوتی۔

پانچویں شرط۔ ضرُوری ہے کہ دُعا خُداوند یسوع کے نام میں کی جائے (یوحنا ۱۴: ۱۳۔ ۱۴ اور ۱۶: ۲۳)۔

۵۔ خُداوند یسوع کے نام میں دُعا مانگنے کا مطلب کیا ہے؟

اِس کا مطلب صِرف اِتنا ہی نہیں کہ دُعا کے اختتام پر "یسوع کے نام سے" کہہ دیا، بلکہ اُن باتوں کے لئے دُعا مانگنا ہے جو یسوع کی فِطرت (رُوح) سے مُطابقت رکھتی ہیں۔ نیز اِس کا مطلب یسوع کے اِختیار کے وسیلہ سے اور اُس کی مرضی کے مُطابق دُعا مانگنا

بھی ہے (۱۔یوحنا ۵:۱۴)۔جب ہم باپ سے واقعی خداوند یسوع کے نام سے مانگتے ہیں تو گویا مسیح خود درخواست گذار ہوتا ہے۔

اُس کے نام سے مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ یسوع خود ہمارا ہاتھ پکڑ کر دُعا میں ہماری راہنمائی کرتا ہے۔مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے ساتھ گھٹنوں کے بل ہو جاتا ہے اور اُس کی خواہشیں اور مراد ہمارے دِل میں موجزن ہوتی ہیں۔

ہر دُعا کی بُنیادی شرط یہ ہے کہ ہم دُعا یسوع کے نام میں پیش کر سکیں۔ وہ اُس کی مرضی، خدا باپ کے ارادے اور پاک رُوح کی تحریک کے مطابق ہو۔ایسی دُعا اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان اپنا محاسبہ نہ کرے، اپنے آپ کو نہ جانچے پرکھے اور اپنے آپ پر نظر ڈال کر خود انکاری نہ کرے۔مختصر یہ کہ ایسی دُعا رُوح القدس کی مدد کے بغیر ناممکن ہے۔

"اُس کے نام سے"۔اُس کا نام اور اُس کی ذات ایک ہی چیز ہے، اِس لئے اُس کے نام سے دُعا کرنے کا مطلب اُس کی مبارک مرضی کے مطابق دُعا کرنا ہے۔کیا میں خدا کے بیٹے کے نام سے کسی کے لئے بُرائی کی دُعا مانگ سکتا ہوں؟ جو کچھ بھی میں دُعا میں مانگوں اُس سے مسیح کی ذات کا اظہار ہونا چاہیئے۔کیا میری دُعا ایسی ہوتی ہے؟ ہماری دُعا سے پاک رُوح کی قوت، مسیح کا مزاج اور اُس کی ہمارے لئے مرضی کا اظہار ہونا چاہیئے۔

مسیح کا ارادہ اور مسیح کی مرضی ہماری دُعا سے پھوٹنا چاہیئے۔ خداوند ہمیں سکھائے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اُس کے نام سے دُعا مانگ سکیں۔ہم اِن الفاظ کے بغیر دُعا ختم کرنے کا کبھی خیال بھی نہ

کرسکیں کہ "ہمارے خُداوند کے مُبارک نام سے" بلکہ پُوری کی پُوری دُعا اَور مناجات کے دَوران ہمارے روئیں روئیں سے یسوع کا مُبارک نام نکلتا رہے۔ سب کچُھ اُسی کے نام سے ہو۔

مُراد یہ ہے کہ آپ کی دُعا خُداوند یسوع کے نام کے ساتھ یُوں پیوستہ ہو اور خُدا کی مرضی کے ساتھ یُوں گھُلی ملی ہو کہ خُداوند یسوع بڑی خُوشی کے ساتھ اِس کے آخر میں اپنی "آمین" لگا دے اور اِس طرح یہ دُعا خُود خُداوند یسوع کی دُعا بن جائے۔

۶۔ دُعا کے وقت جسمانی انداز کیا ہو؟

اِس کے لئے کوئی لگے بندھے اصول نہیں۔ بائبل میں مُختلف انداز کی مثالیں ملتی ہیں۔ ابرہام (پیدائش ۱۸: ۲۲) اور حنّا (۱-سموئیل ۱: ۲۶)، دونوں نے کھڑے ہوکر دُعا مانگی، سلیمان (۱-سلاطین ۸: ۵۴) اور دانی ایل (دانی ایل ۶: ۱۰) نے گھُٹنے ٹیک کر اور مُوسیٰ اَور ہارون خُدا کے حضُور مُنہ کے بَل گِر گئے (گنتی ۱۶: ۲۲)۔ خُداوند یسوع نے بھی ایسا ہی کیا (متّی ۲۶: ۳۹)۔ سلیمان بادشاہ اور پولُس رسُول خُدا کے حضُور ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے کی مثال پیش کرتے ہیں۔ یہ ایسی مِنّت اور اِلتجا کا اظہار ہے کہ ہم کچُھ حاصل کرنے کو تیار ہیں۔ ہمیں موقع محل کی مناسبت سے موزُوں انداز اختیار کرنا چاہئے۔

۷۔ دُعا میں کِس کو مُخاطب کیا جائے؟

افسیوں ۲: ۱۸ کے مُطابق خُدا کے حضُور آنے کا عام طریقہ یہ ہے:

رُوحُ القُدس کی تحریک سے
خُداوند یسوعؔ کی معرفت
خُدا باپ کے پاس آنا۔

بدقسمتی سے بعض لوگ یہ سکھاتے رہے ہیں کہ اِس کے عِلاوہ اَور کوئی طریقہ ہے ہی نہیں۔ مگر نئے عہدنامہ میں کئی مِثالیں ہیں جہاں دُعائیں براہِ راست خُداوند یسوعؔ کو مخاطِب کیا گیا ہے۔ مثلاً لُوقا ۲۴: ۵۱-۵۲؛ اعمال ۱: ۲۴؛ ۷: ۵۹؛ ۹: ۵-۶؛ ۱۰: ۱۴ اور مکاشفہ ۲۲: ۲۰ میں۔ آج ہمیں بھی خُداوند یسوع مسیح کے پاس آنے کی وُہی آزادی حاصِل ہے جو اُس زمانہ کے مُقدسین کو حاصِل تھی۔ البتہ دُعا میں رُوحُ القدس کو براہِ راست مخاطب کرنے کی کلامِ پاک میں کوئی مِثال نہیں مِلتی۔

۸۔ جماعتی دُعا کے بارے میں بائبل کیا بتاتی ہے؟

اِس موضُوع پر خاص حوالہ ۱-تیمتھیس ۲: ۱-۸ ہے۔ خُدا چاہتا ہے کہ مناجاتیں اور دُعائیں اَور اِلتجائیں اَور شُکرگزاریاں سب آدمیوں اور حُکمرانوں کے لئے کی جائیں۔ جماعتی دُعا کی ذمہّ داری واضح طور پر آدمیوں یعنی مَردوں پر عائد ہوتی ہے (یُونانی ابنر ANER یعنی مُذکر یا نر آیت ۸) نہ کہ عورتوں پر (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۴)۔ یہ خُدا کا حُکم ہے اَور سماجی یا تہذیبی عینک لگا کر بھی اِس کی اہمیّت کو نہ تو ختم کیا جا سکتا اَور نہ گھٹایا جا سکتا ہے۔

جماعتی دُعا میں ایک شخص بُلند آواز سے راہنمائی کرتا ہے۔ دُوسرے لوگ خاموشی سے اُس کے ساتھ اِس طرح شریک ہوتے

ہیں کہ ایک شخص کی دُعا سب کی دُعا بن جاتی ہے اور آخر میں "آمین" کہہ کر اُس کی تائید کرتے ہیں (۱-کرنتھیوں ۱۶:۱۴)۔

پہاڑی وعظ میں خُداوند یسوع نے کہا "جب تو دُعا کرے تو اپنی کوٹھڑی میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دُعا کر۔ اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا" (متی ۶:۶)۔ اِس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ جماعتی یا علانیہ دُعا سے منع کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ خُداوند یسوع نے خود اپنا ہی حکم توڑ دیا (یوحنا ۱۱:۴۱-۴۲)۔ مسیح نے محض ریاکاری کی دُعا سے منع کیا ہے جو اِس لئے علانیہ کی جاتی ہے کہ لوگ دیکھیں۔ اِس سے ہر قیمت پر بچنا چاہیئے۔

۹- ہر روز کتنی دیر دُعا مانگیں؟

ہم اِس کیلئے کوئی اصول قائم نہیں کر سکتے۔ دُعا کو ایک مشقت کا امتحان (مثلاً ۲۶ میل لمبی دوڑ - میراتھان) نہیں سمجھنا چاہیئے۔ دراصل دُعا کی مقدار نہیں بلکہ معیار اہمیت رکھتا ہے۔

دُعا کو کتنا وقت دینا چاہیئے؟ جواب کا انحصار کئی باتوں پر ہے۔ ہماری ضرورت اور اِس کی شدت، دن بھر کے کاموں میں ہم اِس کو کیا اہمیت دیتے ہیں، ہماری دلچسپیوں کی مقدار اور رُوحانی طور سے ہم کتنے بالغ ہیں۔ کئی دفعہ خُدا کا رُوح طویل عرصہ کے لئے دُعا مانگنے کا بوجھ دے دیتا ہے۔ ممکن ہے کبھی یہ بوجھ ہلکا بھی ہو۔ یہ بھی

حقیقت ہے کہ خُداوند نے بارہا پُوری پُوری رات دُعا میں گُذاری۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ خُداوند اپنے اِردگِرد زبردست رُوحانی کشمکش سے بخُوبی آگاہ تھا۔ اِسی طرح آج بھی جو شخص اپنے آس پاس کی رُوحانی کشمکش اور ضرُورت سے واقِف ہوگا اُس کے لئے دُعا میں زیادہ وقت لگانا بہتر رہے گا۔

روزانہ دُعا کے لئے وقت مُقرر ہونا چاہیئے (زبُور ۵۵ : ۱۷ اور دانی ایل ۶ : ۱۰)۔ لیکن دُعائیہ ماحول میں زندگی گذارنا بھی سیکھنا چاہیئے۔ مُراد یہ ہے کہ جب بھی ضرُورت پڑے اُسی وقت خُداوند سے بات چیت کرلیں۔ نحمیاہ اِس کا بڑا اَچّھا نمُونہ ہے۔ بادشاہ کو جواب دینے سے پہلے اُس نے فوراً خُدا سے دُعا مانگی (نحمیاہ ۲ : ۴)۔ پولُس رسُول نے فرمایا کہ "بلاناغہ" اور "ہر وقت" دُعا کرو (۱۔تھسلنیکیوں ۵ : ۱۷؛ افسیوں ۶ : ۱۸) اور پاک کلام گواہ ہے کہ پولُس اپنی اِس تعلیم پر خُود بھی عمل کرتا تھا (رومیوں ۱ : ۹؛ افسیوں ۱:۱۶؛ کلُسّیوں ۱:۳، ۴، ۹؛ ۲۔تیمتھیس ۱:۳)۔

اگر ہمیں رات کو نیند نہ آنے کی تکلیف ہے تو دُعا میں وقت گذار سکتے ہیں (زبُور ۶۳ : ۶)۔

رات اچانک نیند سے جاگا گھڑی بجائے دو ؎
اِک سناٹا ہر سُو چھایا۔ بات کہاں کی ہو ؎
فِکریں سوچیں راہ سے بھٹکیں راہ پر کیسے آئیں ؎
وقت یہی ہے جب یسُوع کو دِل کی بات سنائیں

(ماخوذ از آر۔ ڈبلیو۔ طوبیاہ)۔

خُدا کا ایک بندہ کہتا ہے کہ "میں نے اپنے ذہن کو دُعا کی ایسی عادت ڈال لی ہے کہ پانی کا گلاس اُٹھاتے ہُوئے بھی خُدا سے برکت مانگتا ہُوں۔ چِٹھی بند کرتا ہُوں تو ساتھ ایک دُعا بھی ڈال دیتا ہُوں۔ چِٹھی کھولتا ہُوں تو خیال آسمان کی طرف پہلے جاتا ہے۔ لیکچر رُوم میں داخل ہوتے وقت، باہر نکلتے ہُوئے اور اندر آنے والے طلباء کے لئے اِلتجا کرتا ہُوں"۔

اگر کسی روز مصروفیات معمُول سے زیادہ ہوں اور ہم محسُوس کریں کہ دُعا کے لئے تھوڑا سا ہی وقت ہے تو مارٹن لُوتھر کے الفاظ یاد کریں کہ "میرے پاس اِتنا کام ہے کہ روزانہ تین گھنٹے دُعا میں گذارے بغیر پُورا ہی نہیں ہوسکتا"۔ ہمیں یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے کہ "کیا مَیں دُعا کے لئے وقت نکال سکتا ہُوں؟" بلکہ یہ کہ "کیا مَیں دُعا کے بغیر گُذارا کر سکتا ہُوں؟" یہ بھی خُدا کے حضُور ایک قربانی ہے کہ اِنسان صُبح سویرے اُٹھے تاکہ دُعا کے لئے کافی وقت مُیسّر ہو۔

۱۰۔ کِس وقت دُعا مانگیں؟

پاک کلام اِس بات کی تائید کرتا ہے کہ روزانہ دُعا کیلئے وقت مُقرر ہونا چاہیئے اور اِس کی پابندی کرنی چاہیئے۔ زبُور ۵۵ : ۱۷ میں نظر آتا ہے کہ داؤدؔ باقاعدہ ایک منصُوبے کے مُطابق دُعا مانگا کرتا تھا: "صُبح و شام اور دوپہر کو ....."۔ اُس نے یہ اوقات دُعا کیلئے وقف کر رکھے تھے۔ داؤدؔ وہ شخص ہے جو خُدا کو پسند تھا۔ ایسے شخص کے نمونہ پر چلنا بہت اچھی بات ہے۔ خُدا کے ایک اور بندے دانی ایل نے بھی دُعا

کے لئے وقت اور جگہ مقرر کر رکھی تھی (دانی ایل ۶ : ۱۰) - دانی ایل خدا کا "عزیز مرد" (دانی ایل ۱۰ : ۱۹) تھا - اس کے نمونہ کی پیروی بھی بہت مفید ہے - صبح کے وقت دعا سے پورے دن کی خدا کے لئے تقدیس ہوتی ہے کیونکہ انسان دن بھر کے کاموں کے لئے مدد مانگتا ہے۔ دوپہر کی دعا "تازہ دم کرنے کا وقفہ" ہے اور ہماری توجہ دوبارہ اپنے خداوند پر لگ جاتی ہے - شام کی دعا میں دن بھر کے کاموں پر نظر ڈالی جاتی ہے - اپنے گناہوں کا اقرار کیا جاتا ہے - نئی ضروریات کے لئے التجاء اور رات کے پہروں کو خدا کی حفاظت میں دینا اس دعا میں شامل ہیں۔

پولس رسول نے بلاناغہ دعا مانگنے کی ہدایت کی ہے (۱ تھسلنیکیوں ۵ : ۱۷) - اس سے مراد دعائیہ رویہ یا دعا کی روح ہے جس سے ہم خدا کے سامنے اپنی دن بھر کی ضرورت کے مطابق دعائیں پیش کرتے ہیں - یہ عادت ڈالنی چاہیئے کہ جونہی ضرورت پڑے دعا مانگی جائے۔ شیطان آپ کو کہے گا کہ "دعا پھر کسی وقت کر لینا"۔ اس آزمائش کا مقابلہ کرنا چاہیئے - ہمارے نمونہ سے بچے اور بڑے سب یہ اچھی عادت سیکھ سکتے ہیں - یہ بنیادی طریقہ ہے جو خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو دعا مانگنا سکھانے کے لئے استعمال کیا تھا۔

۱۱- دعا اور ایمان میں کیا تعلق ہے؟

شروع ہی سے ہمیں ایمان رکھنا چاہیئے کہ خدا "موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے" (عبرانیوں ۱۱ : ۶)۔

یہ فرض کرنا غلط ہے کہ اگر ہمارا ایمان کسی بات کے لئے کافی مضبوط ہوگا تو وُہ ضرور ہو جائے گی ۔ ایمان کی بنیاد خُدا کے کلام پر ہونی چاہیئے ۔ اگر خُدا نے کوئی وعدہ کیا ہے تو ہمیں دُعا میں اُس وعدے کو تھام سکتا اور جان سکتا ہُوں کہ یہ پُورا ہوگا ۔

دو خاص طریقے ہیں جن سے خُدا اپنا کلام ہم تک پہنچاتا ہے ۔ اوّل بائبل مُقدّس کے ذریعے سے ۔ اِس میں خُدا کی مرضی اور ارادے کا ایک عام خاکہ موجُود ہے ۔ جتنا زیادہ بائبل مُقدّس کے قریب رہیں اُتنا ہی ہمیں جواب ملنے کا یقین ہوگا ۔

بعض اوقات خُدا اپنی مرضی یا وعدہ شخصی طور سے ہم پر ظاہر کرتا ہے یعنی رُوح القدس کی مدھم سی آواز ہماری راہنمائی کرتی ہے ۔ مثلاً وُہ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ کسی عزیز کو شفا مل جائے گی یا عین وقت پر مالی ضرورت پُوری ہو جائے گی ۔ اب ہم زیادہ اعتماد کے ساتھ دُعا مانگ سکتے ہیں ۔ خُدا کبھی ایسی رویا عطا نہیں کرتا جو اُس کے لکھے ہُوئے کلام کی نفی کرتا ہو ۔ اگر یونہی کوئی خیال یا احساس پیدا ہو جائے تو ہمیں پاک کلام سے اِس کی تصدیق کرانی چاہیئے ۔ شخصی رویا کے مُعاملہ میں ہر قدم پر بہت مُحتاط رہنا ضرُوری ہے ۔ کئی دفعہ مسیحی کہتے ہیں کہ خُدا نے فلاں فلاں بات مجھ پر ظاہر کی ہے ۔ لیکن بعد کے واقعات سے پتہ چل جاتا ہے کہ خُدا نے اُن سے ہرگز کلام نہیں کیا تھا ۔

مُختصر یہ کہ ہم اُس وقت ایمان کے ساتھ دُعا مانگ سکتے ہیں جب خُدا نے اپنی مرضی ، ہم پر ظاہر کی ہو ۔ یہ اظہار کلامِ پاک کے

وسیلہ سے ہو سکتا ہے یا خُدا کے ہم سے شخصی طور سے بات کرنے کے وسیلہ سے جس کی تصدیق پاک کلام سے ہُوئی ہو۔ لیکن فرض کیا کہ ہم نہیں جانتے کہ خُدا کی مرضی کیا ہے یا کسی مُعاملہ کے لئے کیسے دُعا مانگنی چاہیئے۔ ایسی صُورت میں یہ دُعا مانگنا چاہیئے کہ اُس کی مرضی پُوری ہو، خواہ وُہ مرضی کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے موقع پر خاص شکر کرنا چاہیئے کہ خُداوند یسوعؔ اور رُوحُ القُدس ہماری شفاعت کرتے ہیں (رومیوں ۸: ۲۶، ۲۷، ۳۴)۔

۱۲- "اگر تیری مرضی ہو تو ......"

"اگر تیری مرضی ہو تو ......" ۔ کیا اِن الفاظ سے ایمان کی کمی ظاہر ہوتی ہے؟ جب کسی مُعاملہ میں ہمیں واقعی معلُوم ہو کہ خُدا کی مرضی کیا ہے تو دُعا اور مِنت کے ساتھ اِن الفاظ کا اِستعمال مُناسب نہیں۔ مگر مُتعدد دفعہ ہمیں بالکُل معلُوم نہیں ہوتا کہ خُدا کی مرضی کیا ہے۔ ایسے موقعوں پر دُعا کے ساتھ ایسی شرط لگا دینے میں کوئی حرج نہیں۔

خُداوند یسوعؔ نے دُعا کی کہ "اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے" اور ساتھ ہی کہا کہ "تو بھی نہ جیسا مَیں چاہتا ہُوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے ویسا ہی ہو" (متّی ۲۶: ۳۹)۔ پولسؔ رسُول نے بھی کہا کہ "خُداوند نے چاہا تو کچھ عرصہ تمہارے پاس رہوں گا" (ا- کرنتھیوں ۱۶: ۷)۔ یعقوبؔ لکھتا ہے کہ "تمہیں یہ کہنا چاہیئے کہ اگر خُداوند چاہے تو ہم زندہ بھی رہیں گے اور یہ یا وہ کام بھی کریں گے"

(یعقوب ۴: ۱۵)۔

جب خُدا کوئی واضح وعدہ کرے تو مسیحی کا حق ہے کہ ایمان کے وسیلہ سے اُسے حاصل کرے۔ اگر خُدا کہے کہ تمہاری فرزندیت کی وجہ سے فلاں فلاں برکت تمہارے لئے ہے تو اُس کو چاہیئے کہ اُسے لے لے، کیونکہ فضل کے وسیلہ سے یہ برکت اُس کی ملکیت ہو چکی ہے۔ یہاں مانگنے کی ضرورت نہیں ہے یعنی یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ "اے خُداوند اگر تیری پاک مرضی ہو تو یہ برکت مجھے عطا ہو"۔ اِس کا موقع رہی نہیں۔ کیا خُدا نے وعدہ نہیں کیا کہ یہ برکت اب تمہاری ہے؟ وعدہ ہے اور برکت مل چُکی ہے تو پھر اِن الفاظ سے خُدا کو کیوں رنجیدہ کیا جائے کہ "اگر تیری مرضی ہو تو ....؟"

لیکن فرض کریں کہ انسان جو کچُھ مانگتا ہے، خُدا نے اُس کے بارے میں کوئی واضح وعدہ نہیں کیا اور نہ کوئی اور بات ظاہر کی ہے تو ایسی صُورت میں مسیحی صِرف "مانگ" سکتا ہے۔ ممکن ہے خُدا اُس کی مانگ پُوری کر دے یا اُس کی نظر میں یہی بہتر ہو کہ اپنے بچّہ کی درخواست نامنظور کر دے۔ ہمیں "مانگنے" اور "حق" میں فرق اچھّی طرح معلوم ہونا چاہیئے۔ "حق" کی بُنیاد خُدا کے کلام میں واضح وعدہ پر ہوتی ہے جبکہ "مانگنا" سے مُراد ہے دُعا میں درخواست کرنا۔

ہم حق جتانے یا اِصرار کرنے یا مضبُوط ایمان رکھنے سے خُدا کو مجبُور نہیں کر سکتے کہ وُہ ضرُور ہماری درخواست پُوری کرے۔

۱۳۔ دُعا اور روزہ میں کیا تعلق ہے؟

روزہ کا سادہ سا مطلب ہے "کھانا نہ کھانا یا بھوکا رہنا"۔ اس کا مقصد ہے دُعا میں توجّہ یا ہوشیاری یا بیداری قائم رکھنا۔ جب ہم کھانا کھانے کے بعد دُعا مانگتے ہیں تو اکثر اُونگھنے لگتے ہیں۔ لیکن روزہ کی حالت میں زیادہ توجّہ سے دُعا مانگ سکتے ہیں بشرطیکہ کھانے پینے کے خیالات کو دِل سے نکال دیں۔

روزہ سے دُعا میں خلوص اور سرگرمی پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم سنجیدگی کے ساتھ روزہ رکھیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم خُدا کے ساتھ دِلی طور سے رابطہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اِن حوالوں پر غور کریں جہاں روزہ اور دُعا گہرے طور سے مربُوط ہیں: اِستثنا ۹: ۱۸-۲۰؛ قضاۃ ۲۰: ۲۴-۲۸؛ ۱-سموئیل ۷: ۵-۶؛ عزرا ۹: ۳-۶؛ ۱۰: ۶؛ نحمیاہ ۱: ۴؛ ۹: ۱-۳؛ زبُور ۳۵: ۱۳؛ یُوایل ۱: ۱۳-۱۴؛ یُوناہ ۳: ۷-۱۰۔

کھانے سے پرہیز کے عِلاوہ روزے کا مطلب ازدواجی فرائض سے پرہیز بھی ہے۔ اِس کا ذکر ۱-کرنتھیوں ۷: ۵-۶ میں ہے جہاں اِسے روزہ کے ساتھ مُنسلِک کیا گیا ہے۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ دُعا میں پُورا دھیان لگایا جا سکے۔ شادی شُدہ افراد کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ پرہیز اور احتیاط حد سے نہ بڑھ جائے، ورنہ آزمائش میں پڑنے کا خطرہ ہے۔

آسولڈ سینڈرز اپنی ایک کتاب میں کہتے ہیں کہ "اگرچہ نئے عہدنامہ میں روزہ رکھنا ایک اختیاری بات ہے لیکن تمام بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاص آزمائشوں کے وقت روزہ رکھا جاتا تھا (متّی ۴: ۲)۔ خُدا

کے زیادہ قریب ہونے کی تڑپ کی خاطر (۱-کرنتھیوں ۷: ۵)، دُوسرے علاقوں میں خُوشخبری سُنانے کی فکر کے وقت (اعمال ۱۳: ۱-۳)، کلیسیا کی ترقی کے لئے دلی بوجھ کی خاطر (اعمال ۱۴: ۲۱-۲۳) اور جب حالات اتنے بے قابو تھے کہ کوئی اور ذریعہ کارگر ہوتا نظر نہیں آتا تھا (متی ۱۷: ۲۱) تو روزہ رکھا جاتا تھا۔

یاد رکھئے کہ روزہ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ خُدا سے کوئی رعایت یا اُس کی خوشنُودی حاصل کی جائے۔ روزے سے نجات بھی ہرگز حاصل نہیں ہوتی۔

یہ بیان کرنا ضرُوری ہے کہ روزہ ایک اِنسان اور خُداوند کے درمیان ذاتی معاملہ ہے۔ روزہ پوشیدہ ہونا چاہیئے۔ اِسے دُوسروں پر رُعب جمانے یا اپنی پاکیزگی جتانے کے لئے ہرگز اِستعمال نہیں کرنا چاہیئے (متی ۶: ۱۶-۱۸)، تاہم ایسے واقعات بھی ہیں جہاں جماعتی طور پر روزہ رکھنے اور دُعا مانگنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اِس کے لئے دیکھیں ۲-تواریخ ۲۰: ۳؛ نحمیاہ ۹: ۱؛ آستر ۴: ۱۶؛ اعمال ۱۳: ۲۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کئی کلیسیائیں اِس اصُول کی بالکل پرواہ نہیں کرتیں۔ متی باب ۶ میں نہ صِرف لوگوں کے سامنے دُعا مانگنے سے بلکہ اِس طرح دِکھاوے کے لئے روزہ رکھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

۱۴۔ غیر نجات یافتہ لوگوں کے لئے دُعا

خدُا کی مرضی ہے کہ تمام اِنسان نجات پائیں، لیکن وُہ اُن کی رضامندی کے بغیر اُن کو نہیں بچاتا۔ وُہ آسمان (بہشت) کو ایسے لوگوں سے آباد

نہیں کرنا چاہتا جو وہاں بسنا ہی نہیں چاہتے۔

جب ہم غیر نجات یافتہ لوگوں کے لئے دُعا مانگتے ہیں تو ہمیں یقین ہونا چاہیئے کہ خُدا کسی نہ کسی طرح اُن سے کلام کرے گا۔ شاید کسی کو کوئی ٹریکٹ دیا جائے یا کوئی ریڈیو اور ٹی۔وی پر انجیل کی خوشخبری سُنے۔ مُمکن ہے کسی کے سامنے کوئی دوست یا پڑوسی گواہی پیش کرے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا کونسا طریقہ استعمال کرے گا۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ جب ہم اُن کے لئے دُعا مانگتے ہیں، خُدا اُن سے بات کرتا ہے۔ اب یہ اُن پر منحصر ہے کہ خوشخبری کی دعوت کو قبول کریں یا ردّ کر دیں۔

۱۵۔کیا کسی بات کے لئے غیر مُعیّنہ مُدت تک دُعا کرتے رہیں؟

اِس کا جواب کئی باتوں پر مُنحصر ہے۔ مثلاً مسیحی والدین کو اپنے غیر نجات یافتہ بچوں کے لئے اُس وقت تک دُعا مانگتے رہنا چاہیئے جب تک وُہ سب کے سب خُداوند کے پاس نہ آ جائیں۔ اُن کے لئے دُعا بند کر دینا گُناہ ہے۔ ۱۔سموئیل ۱۲ : ۲۳ میں بتایا گیا ہے کہ ہمیں اِن لوگوں کے لئے دُعا کرتے رہنا چاہیئے جو ہمارے سپرد ہیں۔ اُن کا اپنا رویہ یا اعمال کیسے بھی ہوں ہمیں اُن کے لئے مُسلسل دُعا مانگتے رہنا چاہیئے۔

مگر خُدا وقتاً فوقتاً ہماری زندگی کی کسی بات کے بارے میں ہمیں بتاتا ہے کہ وُہ اُسے نہیں بدلے گا۔ پولس رسُول نے اپنے بدن کے کانٹے کے لئے تین دفعہ دُعا مانگی (صاف ظاہر ہے کہ یہ کوئی جسمانی بیماری تھی)۔ آخر میں خُداوند نے کہا کہ یہ کانٹا دُور نہیں کیا جائے گا بلکہ پولس کو فضل ملے گا تاکہ اُسے برداشت کر سکے۔ چُنانچہ پولس رسُول نے اِس کے

لئے دُعا مانگنا چھوڑ دیا اور اپنی اِس کمزوری پر خُداوند کو جلال دینے لگا تاکہ مسیح کی قدرت اِس کمزوری میں ظاہر ہو (۲-کرنتھیوں ۱۲: ۷-۹)- جو لوگ خُداوند سے شِفا کے طالب گار ہیں اُنہیں اِس بات پر خاص طور سے غور کرنا چاہیئے -

مسلسل دُعا کرتے رہنے کے بارے میں خُداوند یسوعؔ نے دو تمثیلیں بیان کیں - ایک اُس آدمی کی جس کا دوست رات گئے غیر متوقع طور پر آ گیا - اُس کے پاس مہمان کو پیش کرنے کیلئے کچھ نہ تھا - چنانچہ وُہ اپنے ایک دوست کے ہاں گیا اور اُس وقت تک دروازہ کھٹکھٹاتا اور اِصرار کرتا رہا جب تک اُس کی ضرورت پوری نہ کی گئی (لُوقا ۱۱: ۵-۸)- دُوسری تمثیل بیوہ کی ہے جو اپنے مُدعی کے خِلاف انصاف کی خاطر مُنصِف کے پاس گئی - مُنصف نے پہلے تو کچھ نہ کیا مگر جب بیوہ نے اُس کا ناک میں دَم کر دیا تو اُس کی عرض سُنی اور انصاف کیا (لُوقا ۱۸: ۱-۸) - دونوں تمثیلوں سے یہی سبق ملتا ہے کہ ہمیں بار بار دُعا میں اِصرار کرتے رہنا چاہیئے یعنی مانگیں اور بار بار مانگیں - ڈھونڈنا شروع کریں اور ڈھونڈتے ہی رہیں - دروازہ کھٹکھٹائیں اور بار بار کھٹکھٹاتے رہیں - کسی نے کہا ہے کہ "ہماری دُعا اکثر اُس لڑکے کی مانند ہوتی ہے جو دروازے کی گھنٹی تو بجاتا ہے مگر دروازہ کُھلنے سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ جاتا ہے"

خلوصِ دِل سے بار بار مانگنے اور فضول بک بک میں بہت فرق ہے - پہلی بات ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور دُوسری بے یقینی سے - جب کسی ضرورت کا گہرا احساس ہوتا ہے تو اُس کی خاطر سَو بار مانگنا پڑے تو اِنسان مانگتا ہے - ایسی دُعا فضول بک بک نہیں ہوتی - جس مالک

نے ہمیں فضول کی باتیں دُہرانے سے منع کیا اُس نے بار بار مانگنے کی بھی ہدایت کی ہے۔

لیکن بعض ایسے موقعے بھی ہوتے ہیں جب ہمیں مانگنا چھوڑ دینا چاہیئے، مثلاً

۱۔جب خُداوند ہمیں جواب میں "نہیں" کہہ دے (استثنا ۳: ۲۶؛ ۲-کرنتھیوں ۱۲: ۹)۔

۲۔جب ہماری مرضی خُدا کی مرضی سے مُتصادم ہو رہی ہو۔

۳۔جب رُوح القُدس کسی خاص ضرورت یا معاملہ میں ہمارے دِل کے بوجھ کو ہلکا کر دے۔

۱۶۔کیا خُدا ہمیشہ دُعا کا جواب دیتا ہے؟

ہاں۔خُدا ہر دُعا کا جواب بالکُل اُسی طرح دیتا ہے جِس طرح کہ اگر ہمارے پاس اُس کی حِکمت، محبّت اور قدرت ہوتی تو ہم جواب دیتے۔ کئی دفعہ جو کچھ ہم مانگتے ہیں، خُدا وُہی دے دیتا ہے۔کئی دفعہ ہمارے مانگنے سے بہتر چیز دیتا ہے (افسیوں ۳: ۲۰)۔ وُہ ہمیشہ ایسی چیز دیتا ہے جو ہمارے لئے بہترین ثابت ہو۔اگر بچّہ سفید سفید زہریلی چیز کو چینی سمجھ کر مانگنے لگے تو والدین اُسے نہیں دیتے بلکہ اُس کے بدلے اصلی چینی دے دیتے ہیں۔ حقیقت میں وُہ بچّہ کو وُہی کُچھ دیتے ہیں جو اُس نے مانگا تھا۔ خُدا بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔خُدا ہماری ہر دُعا کا جواب اپنے طریقے سے جِس میں ہماری بھلائی ہوتی ہے دیتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف "ہاں" ہی ہماری

دُعاؤں کا قابلِ قبول جواب نہیں ہوتا - خُدا جواب میں "نہیں" بھی کہتا ہے اور "نہ" کو قبول کرنا اِس بات کا نشان ہے کہ ہم رُوحانی طور پر بالغ ہیں -

کبھی دفعہ خُدا فوراً جواب عطا کرتا ہے مگر بعض اوقات ہمیں کافی انتظار کرنا پڑتا ہے -

کسی نے اڈونیرم جڈسن سے پُوچھا کہ "کیا خُدا ہمیشہ دُعا کا جواب دیتا ہے؟" تو اُس نے جواب دیا "مَیں نے کبھی پُوری دِلچسپی سے دُعا نہ مانگی، نہ خلُوص اور دلی بوجھ سے کچھ مانگا تو بھی جواب مِلا- کبھی دیر سے، کبھی غیر مُتوقع طور پر، لیکن مِلا ضرور- حالانکہ میرا اِیمان اتنا کم ہوتا تھا - خُدا مجھے مُعاف کرے . . . - اور میرے دِل کو بے یقینی کے گُناہ سے پاک کرے"-

مجھے یقین ہے کہ جب ہم آسمان (بہشت) پر جائیں گے اور دیکھیں گے کہ ہماری دُعاؤں کے کیسے معجزانہ اور مُکمّل جواب دیئے گئے تھے تو ہم چاہیں گے کہ کاش ہم اَور زیادہ دُعا کیا کرتے-

۱۷- کیا دُعا خُدا پر اثر انداز ہوتی ہے؟

لگتا ہے کہ اِس سوال کا جواب یعقوب ۴: ۲ میں دِیا گیا ہے- "تمہیں اِسلئے نہیں مِلتا کہ مانگتے نہیں" اور یعقوب ۵: ۱۶ میں بھی کہ "راستباز کی دُعا کے اثر سے بہت کچھ ہو سکتا ہے"- پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خُدا نے ہمیں کئی چیزیں صرف اِس لئے نہیں دیں کہ ہم نے اُس سے مانگی ہی نہیں ہیں- دُوسری آیت ظاہر کرتی ہے کہ اگر راستباز آدمی

دُعا نہ مانگے تو اُس کے وسیلہ سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں۔ دُعا کے جواب میں خُدا وُہ کام بھی کرتا ہے جو بغیر دُعا کے وُہ نہ کرتا۔ ویزلی نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ اُسے آسمان کی سیر کرا رہا ہے۔ وہاں بہت بڑا گودام تھا جس میں چاروں طرف چھت تک بڑی بڑی پیٹیاں اور صندوق بھرے ہوئے تھے۔ اِس جگہ کی سیر کرنے کے بعد ویزلی نے فرشتہ سے پُوچھا کہ اِن میں کیا رکھا ہُوا ہے؟ فرشتہ نے جواب دیا "اِن میں اُن دُعاؤں کے جواب ہیں جو مسیحیوں نے کبھی نہیں مانگیں"۔

خیال کریں کہ اگر ہم دُعا مانگیں تو خُدا کے لئے کیا کیا کام کر سکتے ہیں۔ اِن بڑے بڑے اور قیمتی وعدوں کو یاد کریں جنہیں ہم نے کبھی نہیں اپنایا۔ ہم کمزور رہتے ہیں حالانکہ ہم طاقت ور اور قوی ہو سکتے ہیں۔ ہم خُدا کی خاطر صرف چند ایک زندگیوں کو چھُوتے ہیں جبکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں رُوحوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہم صرف چند ایکڑ زمین کے طلبگار ہوتے ہیں جبکہ ہم براعظموں کے دعویدار ہو سکتے ہیں۔ ہم رُوحانی طور سے خالی ہاتھ رہتے ہیں جبکہ ہم اربوں پتی ہو سکتے ہیں ہمیں اِس لئے نہیں ملتا کہ ہم مانگتے نہیں۔ ابھی موقع ہے کہ ہم اپنی اپنی دُعائیہ زندگی کو بدلنے کا فیصلہ کریں تاکہ اپنے نجات دہندہ کی مؤثر خدمت کر سکیں۔

۱۸۔ خُداوند کی دُعا کا استعمال (متی ۶: ۹ - ۱۳)

سب سے پہلے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ "خُداوند کی دُعا" نہیں ہے بلکہ "شاگردوں کی دُعا" ہے۔ خُداوند یسوع نے اُنہیں

سکھایا کہ اِس طرح دُعا مانگنا چاہیئے۔ خُداوند کی دُعا وہ ہے جو یوحنّا باب ۱۷میں پائی جاتی ہے۔ متّی ۶ باب میں خُداوند نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ "یہ دُعا مانگا کرو" بلکہ "اِس طرح دُعا کیا کرو"۔ اِسے استعمال کرنے میں کوئی ہرج نہیں بشرطیکہ اِس سے ہماری دِلی آرزُو کا اظہار ہو۔ غالباً خدا خُداوند کا مقصد یہ تھا کہ اِس دُعا کو نمونہ کے طور پر اِستعمال کیا جائے نہ کہ لفظ بہ لفظ دُہرایا جائے۔ نمونہ میں پہلی بات یہ ہے کہ ہماری دُعا خُدا کی حمد و ستائش سے شرُوع ہو جیسے "اے ہمارے باپ۔ تُو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے"۔ بجائے اِس کے کہ ہم جلدی جلدی اپنی درخواستیں پیش کرنے لگیں۔ کچھ وقت خُدا کی پرستِش اور سِتائش میں صرف کریں۔ زبُور ۱۰۰ میں یہ نہیں کہا گیا کہ خُدا کے حضُور میں درخواستیں پیش کرتے ہُوئے داخل ہو، بلکہ یہ کہ شُکرگذاری اور حمد کرتے ہُوئے اور اُس کے نام کو مُبارک کہتے ہُوئے اُس کی بارگاہوں میں حاضر ہو (زبُور ۱۰۰: ۴)۔

دُوسرے نمبر پر اُن باتوں کے لئے دُعا کریں جن سے خُدا کا خاص واسطہ ہے یعنی "تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پُوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو"۔ اِس طرح خُداوند کی اِس ہدایت پر بھی عمل ہوتا ہے کہ "تم پہلے اُس کی بادشاہی اور اُس کی راستبازی کی تلاش کرو" (متّی ۶: ۳۳)۔

اِس کے بعد ہم اپنی احتیاجیں پیش کریں۔ "ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے"۔ ضرُور ہے کہ ہم خُداوند پر اِنحصار کریں کہ وہ ہماری ساری ضرُوریات پُوری کرے گا۔

اِس کے بعد اقرار اور مُعافی کا نمبر آتا ہے "جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو مُعاف کیا ہے۔ تُو بھی ہمارے قرض مُعاف کر"۔ ہم اپنے گناہوں اور اپنے قرضوں کا اقرار کرتے ہیں اور اِس بات کو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنے قصوُرواروں کو مُعاف کرنے کیلئے تیار نہیں تو خُدا بھی ہمیں پدرانہ مُعافی عطا نہیں کرے گا۔

اِس کے بعد ہم عرض کرتے ہیں کہ خُداوند ہمیں گناہ اور شیطان کی قدُرت سے بچائے رکھے۔ "اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ بُرائی سے بچا"۔ اِن الفاظ سے اِس صحت مند احساس کا اِظہار ہوتا ہے کہ آزمائش کا مُقابلہ کرنے میں ہم بے کس اور لاچار ہیں اور ہم خُدا کی قدُرت پر کامل اِنحصار کرتے ہیں۔ اِسی کی ہمیں ضرُورت ہے۔

آخر میں بھی حمد و ستائش کے ساتھ دُعا ختم کرتے ہیں "کیونکہ بادشاہی اور قدُرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین"۔ یہ دُرست ہے کہ نئے عہد نامہ کے بعض مسوّدوں میں یہ الفاظ نہیں پائے جاتے۔ لیکن اِن سے ہماری راہنمائی ہوتی ہے کہ موزُوں طریقہ سے دُعا ختم کریں۔

چنانچہ متّی باب ۶ کی یہ دُعا ایک نمُونہ ہے جس کے مُطابق ہم اپنی دُعائیں مانگیں لیکن اپنے الفاظ میں۔

خُداوند کا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ ہم طوطے کی طرح اِس دُعا کو دہرا دیا کریں گویا ہم دُعائیہ چرخی[1] گھُما رہے ہیں۔ اُس نے کہا کہ "دُعا کرتے وقت

---

[1] ایک مذہب میں رواج ہے کہ دُعا لکھ کر ایک چرخی پر لگا دی جاتی ہے۔ اِس چرخی کو گھمایا جاتا ہے۔ جتنے چکر دئے جائیں تصور کیا جاتا ہے کہ اُتنی دفعہ دُعا مانگی گئی ہے۔

غیر قوموں کی طرح بک بک نہ کرو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری سُنی جائے گی" (متی ۶ : ۷) - وہ چاہتا ہے کہ ہم دُعا مانگیں نہ کہ دُعائیں پڑھیں یا دُہرائیں۔

۱۹- دُعا مانگنا کیوں مُشکل لگتا ہے؟

دُعا مانگنا رُوحانی عمل ہے - رُوحانیت ہماری جسمانی فطرت کے خلاف ہے۔
"کہیں نہیں لکھا کہ تلوار چلانے سے یشوع کے ہاتھ تھک گئے مگر یہ کہ لاٹھی اُٹھانے سے مُوسیٰ کے ہاتھ بھر گئے۔ فرض جتنا رُوحانی ہوگا اُتنی ہی جلدی ہم تھکیں گے۔ ہم سارا دِن کھڑے ہوکر وعظ اور تبلیغ کر سکتے ہیں، لیکن سارا دِن دُعا نہیں مانگ سکتے - ہم بڑی آسانی سے سارا دِن بیماروں کی بیمار پُرسی میں گذار سکتے ہیں لیکن کوٹھڑی کا دروازہ بند کرکے اندر آدھا دِن بھی گذارنا محال ہوتا ہے - دُعا میں خُدا کے ساتھ ایک رات گذارنا مُشکل ہے۔ مگر وُہی رات کسی مُبلّغ یا مُبشّر کے ساتھ گذارنا آسان ہے۔ ہوشیار رہیں۔ آپ کی روزانہ مُناجات میں کمی نہ آنے پائے"۔

(مُصنّف نامعلوم)

دُعا مانگنا بہت مُشکل کام ہے - دُعا کو یہ نام دِئے گئے ہیں:
"سچّے دِل سے مُشقّت کرنا - کُشتی کرنا اور جنگ لڑنا - آہیں بھرنا اور آنسو بہانا"۔ سچّی دُعا ہر گھڑی توجّہ اور وقت لگتا ہے - جو گوشت اور خُون کے بس کی بات نہیں - مسیح خُداوند نے گتسمنی باغ میں شاگردوں کو سوتے دیکھا تو کہا "رُوح تو مُستعد ہے مگر جسم کمزور ہے" (متی ۲۶ : ۴۱) - سُستی اکثر ہمارے لئے بڑی رُکاوٹ ہوتی ہے -

دُعا مانگنا اِس لئے بھی مُشکل ہے کہ شیطان ہمیشہ ہماری دُعا کی راہ میں مُشکلات کھڑی کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ خُدا کا ایک بندہ لکھتا ہے کہ "سچی اور دِلی دُعا میں وقت گذارنے سے پہلے مجھے ہمیشہ زبردست جنگ کرنی پڑتی تھی۔ شیطان کسی بات سے اِتنا نہیں ڈرتا جتنا دُعا سے۔ وُہ پاک ترین مقام کے دروازہ پر نُور کا فرشتہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ سیدھا سامنے سے حملہ نہیں کرتا بلکہ چالاکی سے ہمارا راستہ بدل دیتا ہے"۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ دُعائیہ میٹنگ سے پہلے ہماری طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے۔ تھکاوٹ یا سردرد محسوس ہونے لگتا ہے یا کوئی اور ایسی بات راہ روکتی ہے۔ یہ ساری باتیں میٹنگ میں نہ جانے کے عُمدہ اور سچے بہانے دِکھائی دیتی ہیں۔ لیکن اگر ہم اِن جسمانی آزمائشوں کا مُقابلہ کریں اور میٹنگ میں چلے جائیں تو ہمیں بڑی برکت مِلتی ہے اور بالکل تازہ دم ہو کر واپس آتے ہیں۔ یہ بات بالکل دُرست ہے کہ شیطان اگر کمزور ترین مسیحی کو بھی گھٹنوں کے بل دیکھتا ہے تو کانپنے لگتا ہے۔ اِس لئے ہمیں دُعا سے باز رکھنے کے لئے اِبلیس ہر حربہ اِستعمال کرتا ہے۔

۲۰۔ دُعا میں خیالوں کے مُنتشر ہونے پر کس طرح قابُو پا سکتے ہیں؟

دُعا میں خیالات کا بھٹک جانا سارے مسیحیوں کا عالمگیر مسئلہ ہے۔ دِماغ بگٹٹ گھوڑے کی طرح جنگلوں، کھیتوں، باڑوں اور رُکاوٹوں سے بے نیاز سرپٹ دوڑنا چاہتا ہے۔ لیکن بامقصد دُعائیہ زندگی کے لئے ضرور ہے کہ اِس گھوڑے کو لگام دے کر قابُو کیا جائے۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ توجہ کو بھٹکانے والی چیزوں کو دُور کیا جائے اور یکسوئی کو ترقی دی

جائے۔ "کوٹھڑی میں جانے" اور "دروازہ بند کرنے" کا یہی مطلب ہے۔ بے توجہی پیدا کرنے والی چیزوں کو نکال باہر کیا جائے۔ کچھ چیزیں نظر کے ذریعہ بے توجہی پیدا کرتی ہیں۔ ان سے بچنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ "آنکھوں کا دروازہ" بند کر لیا جائے۔ دعا میں آنکھیں بند رکھنے سے بڑی مدد ملتی ہے۔ اگر دعا میں آنکھیں کھلی ہوں تو یا تو دعا کے لئے جو فہرست بنا رکھی ہے اس پر لگی رہیں یا ایسی جگہ جہاں پر ٹیلیوژن، اخباریں، رسالے یا باہر دیکھنے کے لئے کھڑکی وغیرہ نہ ہو۔

مختلف آوازیں توجہ کو جھٹکا دیتی ہیں۔ یہ کان کے "دروازہ" سے دماغ میں داخل ہوتی ہیں۔ ان سے بچنے کی خاطر دعا کے لئے خاموش جگہ ڈھونڈی جائے۔ خداوند یسوع اس مقصد کے لئے اکثر گتسمنی باغ جایا کرتے تھے (یوحنا ۱۸: ۲)۔ بے شمار چیزوں کا شور ہماری توجہ کو منتشر کر دیتا ہے۔ مثلاً ٹیلیوژن۔ ریڈیو۔ ٹیلیفون۔ کھیلتے ہوئے بچے۔ مختلف مشینوں کا شور یا پالتو جانور وغیرہ۔ ہو سکے تو ایسی جگہ دعا مانگی جائے جو ایسی چیزوں سے دور ہو۔

مختلف خوشبوئیں بھی توجہ کی دشمن ہیں، خاص کر کھانے کی خوشبو۔ خصوصاً اس وقت جب انسان نے یکسوئی کی خاطر روزہ رکھا ہوا ہو۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ دعا کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جہاں ایسی لذیذ خوشبو نہ پہنچ سکے کہ انسان دعا کو چھوڑ کر پلیٹوں کے خیالات میں بھٹکنے لگے۔ کئی دفعہ بدبوئیں (مثلاً کوڑا کرکٹ کی) بے توجہی کا باعث بنتی ہیں۔ ایسی صورت میں "دروازہ بند کرنا" ہی بہترین علاج ہے۔

بعض اوقات دُعا کے وقت انسان پہلے ہی دُوسرے خیالات میں اُلجھا ہُوا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ جو صُبح سویرے دُعا مانگتے ہیں اُن کے لئے دِن بھر کے کاموں کی فکر تنگ کرتی ہے۔ بہتر ہے کہ کاغذ اور پنسل پاس رکھی جائے اور جو خیالات اُلجھن پیدا کرتے ہیں اُن کو لکھ لیا جائے تاکہ دُعا میں اُن سے نپٹیں۔ اِس طرح ہم اِن سے فراغت پا کر دُعا پر توجہ دے سکتے ہیں۔ اگر ہم دُعا کے لئے ایک فہرست بنالیں اور اِس پر توجہ دِئے رکھیں تو بہت عرصہ غیر مُتعلقہ خیالات سے نجات مِل سکتی ہے۔

تھکاوٹ سے بھی بہت بے توجہی پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ صُبح سویرے اُٹھ کر دُعا مانگنا چاہتے ہیں مگر نیند اور غنودگی اُنہیں آدباتی ہے، وُہ اِس مسئلہ کو کئی طرح سے حل کر سکتے ہیں؟ ایک تو یہ کہ جلدی سو جائیں تاکہ نیند پُوری ہو سکے۔ دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ دُعا شرُوع کرنے سے پہلے ٹھنڈے پانی سے نہالیں۔ بعض لوگ کوئی ٹھنڈی یا گرم چیز پی لیتے ہیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ غنودگی سے چُھٹکارا پانے کا ایک سادہ سا طریقہ یہ ہے کہ چل پِھر کر دُعا مانگی جائے۔ یہ باتیں سب کے لئے مُفید ہیں خواہ کوئی دِن بھر کے بعد تھکا ہُوا ہو یا صُبح سویرے غنودگی اور نیند کے غلبہ سے چھٹکارا چاہتا ہو۔

بعض لوگ چاہتے ہیں کہ بستر پر لیٹنے سے عین پہلے دُعا مانگیں۔ اگر سونے وقت دُعا مانگیں تو عادت ہو جائے گی کہ دُعا مانگی اور سو گئے۔ دماغ دُعا اور نیند کو ایک دُوسرے کے ساتھ مِلا لیتا ہے، گویا دِماغ کی تربیت ہو جاتی ہے یا عادت بن جاتی ہے۔ دِن بھر کے

کام کے بعد کچھ تھکاوٹ بھی ہوتی ہے۔ پس جونہی دُعا مانگنے لگتے ہیں دِماغ کو فوراً سُوجھ جاتی ہے کہ بس اِس کے بعد سونا ہے اور واقعی یہی ہوتا ہے۔ دُعا مانگنا شرُوع کیا اور سو گئے۔ ذرا سوچیں کہ خُدا اس کے مُتعلق کیا خیال کرے گا؟ فرض کریں کہ ایک شخص اپنے عزیز دوست سے مِلتا ہے اور "ہیلو! کیا حال ہے؟" کہتے کہتے سو جاتا ہے تو کیا کوئی بامقصد گفتگو ہو سکتی ہے؟ والدین کو چاہیئے کہ بچوں کو (اور اپنے آپ کو بھی) سِکھائیں کہ دُعا مانگنے اور سونے کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ خُداوند یسوع کے الفاظ آج بھی صاف گُونج رہے ہیں: "سوتے کیوں ہو؟ اُٹھ کر دُعا کرو" (لُوقا ۲۲: ۴۶)۔

بڑی اچھی بات ہے کہ دُعا کے لئے مُقررہ جگہ اور وقت ہو (دانی ایل ۶: ۱۰)۔ جگہ یا وقت بدلنے سے خیالات اکثر مُنتشر ہو جاتے ہیں۔ جگہ اور وقت مُقرر ہو تو ذہن اس کا عادی ہو جاتا ہے کہ اب دُعا مانگنا ہے۔

روزہ بھی یکسوئی پیدا کرنے میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔

دُعا کی فہرست کا اِستعمال بھی بے حد مُفید ہے۔

۲۱۔ دُعا کے لئے فہرست کیسے بنائیں؟

ایک سادہ سی کاپی اِستعمال کریں۔ پہلے صفحہ کا عُنوان رکھیں "حمد و ستائش"۔ خُداوند کے مُختلف کاموں اور اُس کی صفات کی فہرست بنائیں جن کے باعث اُس کی حمد و تعریف کرنی چاہیئے۔ دھیان گیان یا بائبل سٹڈی کے دوران ایسی باتوں پر توجہ دیں اور اِن کو اپنی فہرست میں شامِل کرتے رہیں۔

دُوسرا صفحہ "اقرار" کے لئے رکھیں۔ پاک رُوح آپ کے گُناہ یاد دِلائے گا۔ اِن کو یہاں لکھتے جائیں۔ خاص طور سے اُن گُناہوں کی فہرست بنائیں جو رُکاوٹ کا باعث ہیں اور جن سے آپ خلاصی پانا چاہتے ہیں۔

تیسرا صفحہ "شخصی مناجات" کے لئے ہوسکتا ہے۔ اِس پر اپنی رُوحانی آرزوئیں، روزمرّہ کے مسائل اور حالیہ ضرُوریات درج کریں۔

ایک صفحہ عام سِفارشی دُعاؤں کے لئے وقف کریں۔ اِس پر یہ موضُوعات ہوسکتے ہیں۔ کلیسیا، غریب و نادار اور حاجت مند لوگ۔ مُصیبت، آزمائش یا دباؤ میں مُبتلِا لوگ۔ بیمار لوگ (نام لکھیں)، خوشخبری کی خاطِر قیدی، حُکمران اور بااختیار اور ذمّہ دار لوگ، مُسلّح افواج، مقامی کلیسیا کے ایلڈر صاحبان، مسیحی ادارے اور تنظیمیں جن میں آپ کی خاص دِلچسپی ہو۔

غیر نجات یافتہ رِشتہ داروں اور دوستوں کے لئے تو ایک صفحہ آپ ضرُور رکھیں گے۔ ہر نام کے سامنے والی جگہ خالی چھوڑیں۔ جس روز اُن میں سے کوئی نجات پائے اِس جگہ اِس کی تاریخ لکھیں۔

ایک صفحہ مسیحیوں کے لئے ضرُور ہونا چاہئے۔ یہاں اُن دوستوں اور عزیزوں کے نام لکھیں جنہوں نے کِسی خاص ضرُورت کے لئے دُعا کی درخواست کی ہو اور ضرُورت کِس کو نہیں ہوتی؟

بڑی اچھّی بات ہے کہ خُدا کے خادموں کے نام یاد ہوں۔ ہم پر اِن لوگوں کے لئے خاص ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔

ایک صفحہ شُکرگُذاری کے لئے ضرُور رکھیں کریں۔ رُوحانی اور دُنیوی برکات اور خُدا کے فضل کے لئے شُکرگُذاری کریں۔ اِن برکات

کی فہرست بنانا، شکرگذار دِل کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔
جیسے جیسے آپ ایمان میں ترقی کریں گے دُعائیہ فہرست بھی بڑھتی جائے گی۔ لوگوں سے بات چیت کے دَوران، وعظ سُن کر، کتابوں اور رسائل کے مُطالعہ سے ایسی باتیں سامنے آئیں گی جن کے لئے خُدا ہمیں بوجھ دے گا۔ اگر ہم اِن کو لکھ نہ لیں تو بہت جلد بھول جائیں گے۔ دُعائیہ فہرست صِرف مُنتشر خیالی سے بچنے میں مدد نہیں دیتی بلکہ ہماری کمزور یادداشت کے لئے بھی زبردست مددگار ثابت ہوتی ہے۔
بہت سے لوگوں کو ایک اور بات سے بھی بڑی مدد اور حوصلہ افزائی حاصل ہوئی ہے، اور وُہ ہے دُعائیہ ڈائری رکھنا۔ یہ محض مُنتشر خیالی سے بچاؤ کے لئے نہیں بلکہ خُدا کی شفقت اور مہربانی کی مُستقل یادگار ہوتی ہے جو وُہ دُعاؤں کا جواب دینے میں ہم پر رکھتا رہتا ہے۔
۱۔سموئیل ۷: ۱۲ میں ہم پڑھتے ہیں کہ سموئیلؔ نے مصفاہ اور شینؔ کے کے درمیان ایک پتھر کھڑا کیا۔ "اُس کا نام ابن عزر یہ کہہ کر رکھا کہ یہاں تک خُدا نے ہماری مدد کی"۔ یہ پتھر ایک یادگار تھا کہ خُدا نے معجزانہ طور پر دُعا کا جواب دیا (آیت ۸) اور فلستیوں کے ہاتھ سے چھڑایا۔ جب بھی لوگ اُس پتھر کو دیکھتے تو اُن کو یاد آتا کہ خُدا کیسے دُعا کا جواب دیتا ہے اور اُن کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی ۔ اپنی زِندگی میں ایسے سنگِ میل یا "ابن عزر" کھڑے کرنا بہت اچھی بات ہے۔ جن دُعاؤں کا جواب مِلتا جائے اُن کی ڈائری رکھنا اس کا ایک طریقہ ہے۔ سادہ سا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر خانے بنالیں۔ ایک طرف کام کا نام اور وُہ تاریخ لکھیں جب اُس کے لئے

دُعا مانگنا شروع کیا تھا۔ دُوسری طرف خالی رہنے دیں۔ یہاں بعد میں جواب اور جواب ملنے کی تاریخ لکھیں۔ دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ صرف اُن باتوں کو درج کرتے جائیں جن کا جواب آپ سمجھتے ہیں کہ مِل گیا ہے۔

دُعائیہ ڈائری رکھنے کے مُتعلق ایک دُعاگو آدمی کی گواہی پر غور کریں۔ "مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مَیں نے ڈائری نہ بنائی۔ میرا خیال تھا کہ مَیں یہ باتیں کبھی نہیں بھُول سکتا۔ لیکن بہُت سی باتیں یا ان کی تفصیل ذہن سے نِکل چُکی ہے۔ کاش مَیں نے ڈائری بنائی ہوتی!"

۲۲۔ ہم کس طرح ادب واحترام کا دامن چھوڑے بغیر دلیری کے ساتھ دُعا کر سکتے ہیں؟

خُداوند یسُوع نے سِکھایا ہے کہ ہم ضِد یا بے حیائی کے ساتھ دُعا مانگیں (لُوقا ۱۱: ۸)۔ یُونانی زبان کے مُطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اِس لفظ کا مطلب "اِستقلال یا ثابت قدمی" نہیں بلکہ "بے باکی" یا "بے شرمی" ہے۔ اِس تمثیل سے مُسلسل یا اِستقلال کے ساتھ دُعا کرنے کا نہیں بلکہ بے باکی کے ساتھ دُعا کرنے کا سبق مِلتا ہے۔

خُداوند یسُوع نے کہا کہ دُعا مانگنے والا اُس شخص کی مانند ہے جو کچھ حاصل کرنے کا تہیّہ کر لیتا ہے اور حاصل کر کے ہی چھوڑتا ہے۔ وُہ آدمی آدھی رات کو اپنے پڑوسی کو جگاتا ہے۔ اُسے پرواہ نہیں کہ دروازہ کھٹکھٹانے سے بچّے جاگ اُٹھیں گے بلکہ جب ایسی آواز آتی ہے تو اَور زور سے کھٹکھٹانے لگتا ہے کیونکہ وُہ جانتا ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی پڑوسی جلدی جلدی باہر نِکلے گا تاکہ یہ شور شرابا بند ہو۔

اَور آخر کار وُہ تین روٹیاں ہی نہیں بلکہ جو کچھ درکار ہے وُہ سب حاصل کر لیتا ہے خواہ پڑوسی کتنا ہی ناراض کیوں نہ ہو۔ خُداوند یسوعؔ نے بیان کیا ہے کہ دینے والے نے اِس لئے نہیں دیا کہ وُہ اُس کا دوست تھا بلکہ اُس کی "بے حیائی" کے سبب سے۔ اور بے حیائی تو بے شرمی سے بھی سخت لفظ ہے۔ اگر ایک نارضامند دوست کو یُوں مجبُور کیا جاسکتا ہے تو اُس باپ کے بارے میں کیا خیال ہے جو پہلے ہی سب کچھ دینے پر رضامند ہے۔ خُداوند یسوعؔ نے احتیاط اور ہچکچاہٹ کی نصیحت نہیں کی بلکہ دُعا میں دلیری اور بے باکی کی نصیحت کی ہے، مگر ادب اور حلیمی کے ساتھ (مُقابلہ کریں عبرانیوں ۶ : ۱۵)۔

ابرہامؔ نے سدومؔ کے راستبازوں کے لئے اِلتجاء کی تھی تو دلیری کے ساتھ (پیدائش ۱۸ : ۲۳-۳۲)۔ یعقوبؔ نے بھی فنی ایلؔ کے مقام پر دلیری کے ساتھ خُداوند سے کُشتی لڑی (پیدائش ۳۲ : ۲۴-۲۹)۔ سُنہری بچھڑے کے واقعہ کے بعد مُوسیٰؔ نے دلیری کے ساتھ بنی اسرائیل کے لئے شفاعت کی (خروج ۳۲ : ۳۲)۔ اور جب درخواست کی کہ خُدا کی حضُوری اُن کے ساتھ ساتھ چلے، اِس وقت بھی مُوسیٰؔ کی دلیری صاف نظر آتی ہے (خروج ۳۳ : ۱۲-۱۸) اور جب لوگوں نے خوراک کے لئے شکایت کی اُس وقت بھی (گنتی ۱۱ : ۱۰-۱۵)۔

زبُور میں خُدا کو بڑے زور دار الفاظ سے خطاب کیا گیا۔ مثلاً "اُٹھ! میرے اِنصاف کے لئے جاگ" (زبُور ۳۵ : ۲۳)۔ "اَے خداوند! جاگ! تُو کیوں سوتا ہے" (زبور ۴۴ : ۲۳)۔ "اَے جہان کا اِنصاف کرنے والے! اُٹھ" (زبُور ۹۴ : ۲)۔

حبقوق بڑی تکرار کے ساتھ خدا سے گلہ کرتا ہے کہ اُس نے اپنے لوگوں کو سزا کیوں نہیں دی (حبقوق ۱: ۱-۴) - اور پھر بدکار اہلِ بابل کو اس کام کے لئے استعمال کرنے پر شکایت کرتا ہے (حبقوق ۱: ۱۲-۱۷) -

مگر ضرور ہے کہ دلیری کے ساتھ ساتھ ادب و تعظیم بھی ہو تاکہ دُعا متوازن ہو- خدا کی عظمت اور بزرگی کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور اندازِ گفتگو میں بے ادبی اور غیر ضروری بے تکلفی کی جھلک بھی نہیں ہونا چاہیئے- واعظ ۵: ۲ میں ہمیں خدا کے حضور جلد بازی سے بات کرنے سے منع کیا گیا ہے - زبور ۱۱۱: ۹ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ "خداوند" کا نام قدوس اور مہیب ہے" (دیکھئے استثنا ۲۸: ۵۸) - نوکر کے مرتبہ اور حیثیت کے خلاف ہے کہ مالک کو حکم دے - ہماری دلیری کی بنیاد خدا کے اِن واضح وعدوں پر ہونا چاہیئے جو پاک کلام میں موجود ہیں- لیکن ہمیشہ اُس کی عزّت و تعظیم کا خیال رکھیں جو ہمیں مانگنے کی اجازت دیتا ہے-

۲۳- کیسے جانیں کہ دُعا مانگیں یا اپنی عقل اور سمجھ کو کام میں لائیں-

غالباً اِس سوال کا تعلق روزمرّہ کے معمولی کاموں سے ہے- مثلاً یہ فیصلہ کرنا کہ ناشتہ میں کیا پکائیں یا کام پر جانے کے لئے کون سے کپڑے پہنیں - کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بے شمار ایسے کام ہیں جن کا فیصلہ کرنے کے لئے دُعا کی ضرورت نہیں - اِن کے لئے ہماری اپنی عقل کافی ہے - جب تک پاک کلام کے کسی اصول کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو خداوند بھی اِن باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا-

اگرچہ بہت سے معاملات میں خدا نے ہمیں اپنی مرضی اور عقل اور سمجھ

استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے پھر بھی چند باتیں ہیں جن کا دھیان رکھنا ضروری ہے:-

اوّل: خُدا ہماری زِندگی کی چھوٹی سے چھوٹی جزئیات کی بھی فِکر کرتا اور اُن کا دھیان رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے سر کے سب بال بھی گِنے ہوئے ہیں۔

دوم: اگر ہم کہیں کہ صِرف بڑے بڑے مُعاملے ہی خُدا کے سامنے پیش کرنے چاہئیں تو کون فیصلہ کرے گا کہ کونسا مُعاملہ بڑا ہے اور کونسا چھوٹا؟ کون کہہ سکتا ہے کہ بظاہر جو مُعاملہ معمُولی اور چھوٹا سا لگتا ہے اُس کے مُستقِل اور دیر پا اثرات کیا ہوں گے؟

سوم: چارلس سپرجن کا بیان ہے کہ "مجُھے یاد ہے کہ ایک خُدا پرست آدمی کے بارے میں یہ کہا گیا کہ 'فلاں فلاں صاحب بڑے شفیق ہیں۔ لیکن ہیں بہُت عجیب سے۔ اگلے روز وُہ ایک گمشُدہ چابی کے لئے دُعا مانگ رہے تھے۔' جس شخص نے مجُھے یہ بتایا وُہ حیران ہو رہا تھا کہ اتنی معمُولی سی بات کے لئے بھی خُدا کو تکلیف دی جا سکتی ہے۔ لیکن جب مَیں نے اُسے بتایا کہ مَیں بھی ایسی معمُولی باتوں کے لئے دُعا مانگا کرتا ہُوں تو وُہ اَور بھی حیران رہ گیا۔ بولا 'کیا! ایک گم شُدہ چابی کے لئے خُدا کو تکلیف دی جائے؟' مَیں نے جواب دیا 'بالکُل ٹھیک بات ہے۔ آپ ہی بتائیے کہ مسئلہ کم سے کم کتنا بڑا ہونا چاہئے تاکہ خُدا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ اگر خاص سائز کا ہونا ضروری ہے تو بائبل مُقدّس میں اِس کا ذکر ہونا چاہئے تاکہ ہم دُعا کے لئے اُس کا حِساب کر سکیں۔ بعض اوقات چھوٹے مُعاملات زیادہ فِکر مندی پیدا کرتے ہیں اور اِن کو نمٹانا بھی زیادہ مُشکِل ہوتا ہے۔ اگر

اِن کو خُدا کے حضور پیش نہیں کریں گے تو ہمیں تسلّی نہیں ہو سکے گی۔
۱-پطرس ۵ : ۷ ہدایت کرتا ہے کہ اپنی "ساری فکر" خُداوند پر ڈال دو۔صرف بڑی بڑی فکریں نہیں۔
چہارم : کئی معاملات اور مسائل ہیں جہاں ہم اپنی عقل اور سمجھ کو اپنا ہادی بناتے ہیں۔لیکن سمجھداری کے بارے میں ہر ایک کا خیال فرق فرق ہے اور اکثر ہماری عقل ایمان کی زندگی کے اُلٹ ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک دوست نے کہا تھا کہ "خُدا کی باتوں میں عام سمجھداری چوہے مار دوا سے بہتر نہیں ہوتی"۔

۲۴-کیوں دُعا مانگیں، خُدا تو پہلے ہی جانتا ہے؟

یہ سچ ہے کہ خُدا سب کچھ جانتا ہے، اِس لئے وہ پہلے ہی جانتا ہے کہ ہمیں کیا کیا ضرورت ہے۔ لیکن یہ حقیقت اُس وقت متوازن نظر آئے گی جب ہم اِس بات کو بھی یاد رکھیں گے کہ اُس نے ہمیں اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اُس نے پسند کیا ہے کہ ہماری درخواستیں اُس وقت سُنی اور پوری کی جائیں گی جب حالات یا شرائط درست ہوں۔ یعقوب ۴ : ۲ میں صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے اندر دُعا کی کمی ہے۔ "تمہیں اِس لئے نہیں مِلتا کہ مانگتے نہیں"۔ جب ہم مانگتے ہیں تو خُدا پر انحصار کرتے ہیں اور اِس طرح اُس کی عزت و تعظیم کرتے ہیں۔
ہمیں دُعا مانگنی چاہیئے کیونکہ خُدا نے حکم دیا ہے۔ لُوقا ۱۱ باب میں "مانگو"، "ڈھونڈو" اور "کھٹکھٹاؤ" کے الفاظ دُعا کے لئے ہیں۔ لُوقا ۱۸ : ۱

میں "چاہیئے" کا لفظ اِستعمال ہُوا ہے ۔ یہ ہمارے فرض کو ظاہر کرتا ہے ۔ "بلا ناغہ دُعا کرو" (۱-تھسلنیکیوں ۵: ۱۷) ۔ یہ بھی حکم ہے ۔فرمانبرداری کا تقاضا ہے کہ ہم حکم مانیں ۔

ہمیں اِس لئے بھی دُعا مانگنی چاہیئے کہ "دُعا سے حالات بدل جاتے ہیں" ۔ خُداوند یسوعؔ نے فرمایا "مانگو تو پاؤ گے" (یوحنّا ۱۶ : ۲۴) ۔یعقوبؔ رسُول کہتا ہے کہ "راستباز کی دُعا کے اثر سے بہت کچھ ہو سکتا ہے" (یعقوب ۵ : ۱۶) ۔

دُعا سے اِس بات کا تعین ہوتا ہے کہ ہم خُدا کی خِدمت میں کتنے مؤثر ہیں ۔ ہمیں دُعا مانگنی چاہیئے کیونکہ خُدا کا کام دُعا کے بغیر نہیں ہو سکتا ۔ کام تو دُعا کے بغیر بھی ہو سکتا ہے لیکن وُہ خُدا کا کام نہیں ہوتا ۔

ہمیں اِس لئے بھی دُعا مانگنی چاہیئے کہ خُداوند یسوعؔ کا نام قادر نام ہے اور دُعا کے وسیلہ سے ہم اُس کی مُطلق قدرت کے قریب جا پہنچتے ہیں ۔ ہم کبھی بھی قادرِ مُطلق نہیں ہو سکتے ، یہاں تک کہ آسمان میں پہنچنے کے بعد بھی ۔لیکن دُعا کے وسیلہ سے ہم اِتنی قدرت کو اِستعمال میں لا سکتے ہیں جتنی کِسی اور وسیلہ سے کبھی مُمکن نہیں ۔

ایک مُصنّف لِکھتا ہے کہ "ہم دُعا اور روزہ کے سادہ لیکن طاقتور ہتھیار کے ذریعہ سے دُنیا کے واقعات اور تاریخ کا رُخ موڑ سکتے ہیں" ۔ اِس وجہ سے بھی ہمیں دُعا مانگنی چاہیئے ۔ میرے خیال میں اِسی مُصنّف نے لِکھا ہے کہ دُعا کے وسیلہ سے مسیحی لوگ دُنیا کی طاقت کے توازن کو تھامے ہُوئے ہیں ۔

دُعا کی دُنیا ایک حیرت انگیز دُنیا ہے ۔اِس کے وسیلہ سے ہم کو مُعجزات

پر قدرت حاصل ہے ۔ ہم تاریک اور غمناک گوشوں کو روشن کر سکتے ہیں۔ ہم مایوسی اور نا اُمیدی کے تہہ خانوں میں اُمید کے چراغ جلا سکتے ہیں ۔ قیدیوں کے بندھن کھول سکتے ہیں۔ اجنبی مُلک میں وطن اور گھر کی یادوں کی کرنیں چمکا سکتے ہیں۔ جو رُوحانی طور پر ماندہ ہیں، اُن کو تازہ دم کر سکتے ہیں، خواہ وُہ سات سمندر پار ہی محنت مُشقّت کیوں نہ کر رہے ہوں۔ دُعا کے جواب میں معجزات! بڑے بڑے معجزات رُکے کھڑے ہیں۔ صرف اِس لئے کہ ہم گھٹنوں کے بل گر کر اِلتماس اور اِلتجا نہیں کرتے۔ خُدا نے ہمیں اِرادہ اور مرضی عطا کی ہے۔ کِتنی حیرانی کی بات ہے کہ ہم دُعا مانگنے پر راضی نہیں ہوتے بلکہ اِس کی مخالفت کرتے ہیں ۔ جو لوگ یہ کتاب پڑھ رہے ہیں، کاش اُن کے لئے کبھی اَیسا نہ کہا جائے کہ وُہ دُعا مانگنے پر راضی نہیں ہوتے۔ ضرُورت ہے کہ ہم میں سے ہر ایک دُعا نہ مانگنے کے گُناہ کا اِقرار کرے، توبہ کرے اور دُعا مانگنے میں لگ جائے۔

۲۵ ۔ کیا خلوت میں خاموشی سے یا بُلند آواز سے دُعا مانگیں؟

خُدا دونوں طرح برابر سُنتا ہے، اِس لئے دُعا مانگنے والا جیسے چاہے دُعا مانگ سکتا ہے۔ بعض لوگ بُلند آواز سے دُعا مانگتے ہُوئے جھجکتے ہیں لیکن کچھ عرصہ تک کرتے رہنے سے عادی ہو جاتے ہیں اور جھجک جاتی رہتی ہے۔ بعض کا تجربہ یہ ہے کہ بُلند آواز سے دُعا مانگنے سے توجّہ قائم رکھنے میں مدد ملتی ہے اور دُعا زیادہ حقیقی معلُوم ہوتی ہے۔ خُداوند یسوؔع نے بہُت سی دُعائیں بُلند آواز سے مانگیں۔ بُلند آواز سے دُعا مانگنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ گفتگو کرنے کے فن میں مہارت

حاصل ہو جاتی ہے۔ داؤد کہتا ہے کہ "میں فریاد کروں گا اور کراہتا رہوں گا" (زبور ۵۵ : ۱۷)۔

۲۶- دُعا میں "تُو" اور "تیرا" کا اِستعمال۔

نیا عہد نامہ یونانی زبان میں لکھا گیا تھا۔ یونانی زبان میں تعظیمی خطاب اور بے تکلفانہ خطاب کے لئے الگ الگ اسمائے ضمیر نہیں ہیں کہ خُدا باپ سے مخاطب ہونے کے لئے ایک اسم ضمیر اور انسانوں سے بات چیت کے لئے دُوسرا اِسمِ ضمیر استعمال کیا جائے۔ دونوں کے لئے ایک ہی اِسم ضمیر اِستعمال ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں "تُو"، "تُم" اور "آپ" کا اِستعمال سماجی روایات اور مجلسی آداب کا حِصّہ ہے، اور مخاطب کے مرتبہ، عُمر اور سماجی حیثیت کے مُطابق اِن کو اِستعمال کیا جاتا ہے۔ عموماً "تُو" کا اِستعمال کم درجہ اور کم عُمر کے لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ یاہم عُمروں اور برابر حیثیت کے وُہ لوگ آپس کی گفتگو میں "تُو" کا اِستعمال کرتے ہیں جن کے درمیان بے حد بے تکلفی ہو۔ "آپ" تعظیمی خطاب ہے۔ اِس سے مخاطب کی عِزّت وتکریم اور بولنے والے کی تمیز اور شرافت کا اِظہار ہوتا ہے۔ مگر خُدا سے مخاطب ہونے کے لئے ہم اکثر و بیشتر "تُو" ہی اِستعمال کرتے ہیں۔ تاہم اِس سے خُدا کی عظمت وتعظیم اور عِزّت و بزرگی میں کچھ ضعف (کمزوری) پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ:

(۱) اگر خُدا کی عظمتِ مُطلق کا خیال کیا جائے تو ہماری زبان اُس کے لائق کوئی لفظ بھی پیش کرنے یا وضع کرنے سے قاصر ہے۔

اِس لیئے کہ ہم اور ہمارا سب کچھ اپنی ذات میں ناقص ہے۔ چنانچہ "تو" کا استعمال ہماری عاجزی اور انکساری کو ظاہر کرتا ہے۔

(۲) خُدا کے حضور بات بے تکلفی سے ہونا چاہیئے۔ تکلفات میں رکھ رکھاؤ اور وضعداری پائی جاتی ہے اور دِل کی بات تکلفات کے پردہ میں چھپ جاتی ہے۔ بیگانگی کا احساس قائم رہتا ہے۔ دُعا فِطری انداز میں خُدا سے بات چیت کا نام ہے۔ فِطری انداز تکلفات کے بوجھ سے بے نیاز ہوتا ہے۔ ہم کو آزادی کی رُوح مِلی ہے اِس لیئے ہم خُدا کو "تو" کہہ کر مُخاطب کرتے ہیں۔ اِس میں بے ادبی کا شائبہ تک موجُود نہیں ہوتا کیونکہ ایماندار کے دِل میں خُدا کی عظمت اور بزُرگی اور عزت و تعظیم کا کامِل شعُور موجُود ہوتا ہے۔

۲۷۔ مَیں اپنے خیالات کا اِظہار اعلیٰ زبان سے نہیں کر سکتا۔

مَیں دُعا مانگنے سے اِس لیئے ہچکچاتا ہُوں کہ دُوسرے مسیحیوں کی طرح شاندار الفاظ اِستعمال نہیں کر سکتا۔ یہ تو بلکہ اچھّی بات ہے۔ سادہ انداز اختیار کرنا اور موٹے موٹے لفظوں سے بچنا تو بڑی اچھّی بات ہے۔ آر۔ ایف آفرڈ لِکھتا ہے کہ "سادگی سے مانگیں۔ حقیقی ضرورت، تمام تکلفات بھول جاتی ہے۔ اُس وقت اَلفاظ دل سے یُوں نِکلتے ہیں جیسے لوہار کی آہرن سے چنگاریاں۔ جس رُوح کو خُدا اور اُس کے فضل کی پیاس ہو اُسے محاورے، لمبے پیچیدہ جُملے اور موٹے موٹے شاندار

لفظ کیسے پسند آ سکتے ہیں۔ اُسے ایسے تکلفات اپنانے کی فرصت ہی کہاں ہوتی ہے۔ خُداوند نے جو دُعا اپنے شاگردوں کو سکھائی اُس پر غور کریں۔ کیسی لازوال دُعا ہے لیکن اِس کے جُملے کیسے چھوٹے چھوٹے اور سادہ ہیں۔ سارے لفظ چھوٹے چھوٹے اور سادہ اور عام فہم ہیں۔ کیا آپ کو مجموعی دُعا میں راہنمائی کرنے کا شوق ہے؟ کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کریں جو دُوسرے سمجھ نہ سکیں۔ اُن کی اور اپنی ضرورت کو بیان کریں۔ یاد رکھیں کہ مختصر مگر دِلسوز مجلسی دُعائیں اکثر گھنٹوں کی ذاتی دُعاؤں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اگرچہ بعض اوقات بات اِس کے اُلٹ بھی ہوتی ہے۔ جو مجلس میں لمبی لمبی دُعائیں مانگتا ہے اکثر اپنی شخصی دُعا کے وقت ایسا نہیں کرتا۔ اُسے معلوم ہوتا ہے کہ میرے سامعین (یعنی وُہ خود) لمبی دُعا سے تنگ آجائے گا۔ متیّ ۶ باب کی دُعا میں ایک پُورا منٹ بھی نہیں لگتا۔ اِس سے ہمیں سیکھنا چاہیئے کہ دُعا کو مُؤثر ہونے کے لئے لمبا ہونا ضرُوری نہیں۔

۲۸۔ کیا خُدا صِرف دُعا کے جواب ہی میں کچھ کرتا ہے؟

بعض لوگ جلدی سے اِس سوال کے جواب میں کہہ دیں گے کہ "ہاں۔ ضرُور"۔ لیکن ہمیں ایسا نتیجہ پیش کرنے میں جلدبازی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ تاہم یہ مُمکن ہے کہ دُنیا کی تخلیق کے بعد خُدا دُعا کے جواب میں ہی کچھ کرتا ہو۔

جب کبھی میری مُلاقات کِسی نَو مُرید سے ہوتی ہے تو مَیں ہمیشہ اُن سے پُوچھتا ہُوں کہ "آپ کے لئے کَون دُعا کِیا کرتا تھا"۔ اور ہمیشہ

معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بزرگ، پڑوسی یا دوست اُن کی خاطر خدا سے منت اور التجا کرتا رہا ہے۔

سپرجین کا قول ہے: "دُعا رحم کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ دُنیا کے مُبارک واقعات پر غور کریں۔ دُنیا پر خدا کی رحمت ہمیشہ التجاؤں اور درخواستوں کے پھل کے طور پر ہوئی ہے۔ دُعا ہمیشہ برکتوں کا دیباچہ ہوتی ہے۔ دُعا سایہ کی طرح برکت کے آگے آگے چلتی ہے۔ اگر بے مانگے برکتیں ملتیں تو ہم اِن کو معمولی چیزیں خیال کرتے۔ لیکن دُعا کے باعث ہماری برکتیں ہیرے جواہرات سے بڑھ کر قیمتی ہو جاتی ہیں۔"

اگرچہ خدا دے کر خوش ہوتا ہے لیکن اِس میں بھی اُس کی خوشی ہے کہ ہم اُس کے حضور میں ٹھہریں اور اُس کے اعلےٰ جلال اور عظمت کی خاطر یہ مناسب بھی ہے۔ ہمیں کچھ نہ ملنے کی وجہ یہ نہیں کہ یہ خدا کے شاہانہ منصوبہ میں نہیں ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ ہم مانگتے نہیں (یعقوب ۴: ۲)۔

۲۹۔ کن معنوں میں ہماری دُعاؤں سے خدا کی تعظیم ہوتی ہے؟

مَیں ایک مثال پیش کرتا ہُوں۔ سکندرِ اعظم کا دستور تھا کہ رعایا میں سے کوئی شخص کسی وقت بھی اُس کے پاس آسکتا تھا۔ ایک دن ایک فقیر اُس کے پاس آگیا۔ اُس کی درخواستیں کافی گستاخانہ تھیں۔ کسی معذرت کے بغیر اُس نے اپنے لئے زمین، بیٹی کے لئے جہیز اور بیٹے کے لئے تعلیم کا بندوبست کرنے کا مطالبہ کیا۔ سکندر نے تینوں درخواستیں پوری کر دیں۔ اُس کے درباری اور امیر وزیر حیران رہ

گئے۔ سکندر کہنے لگا: "میں اِن لوگوں سے تنگ آجاتا ہوں جو سونے کے چند سکّے مانگنے چلے آتے ہیں۔ اِس گستاخ فقیر نے مجھے بادشاہ سمجھ کر اِتنا کچھ مانگا اور بہت بڑی درخواست کی۔"

ہمارا اِیمان ہونا چاہئے کہ خُدا سے بڑی بڑی چیزوں کی توقع کی جاسکتی ہے۔

کتنی ہی دفعہ ہم خُداوند کو اِس بات سے رنجیدہ کرتے ہیں کہ اُس سے معمُولی اور چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگتے ہیں۔ ہم بالکل معمُولی کامیابیوں اور ذرا ذرا سی کامرانیوں اور بے وُقعت آرزُوؤں سے سیر ہو جاتے ہیں۔ ایسی بے اعتقادی سے ہم اپنے آس پاس کے لوگوں کو بالکل متاثر نہیں کر سکتے۔ ہمارا خُدا ایک عظیم خُدا ہے۔ ہم لوگوں کے درمیان اُس کا جلال ظاہر کرنے سے قاصر رہتے ہیں کیونکہ اُن کو ہماری زندگیوں میں کوئی غیر معمُولی قوّت نظر نہیں آتی جسے دیکھ کر وُہ حیران رہ جائیں اور پُوچھیں کہ اِن کی قوّت کا راز کیا ہے؟

اگر اپنی دُعاؤں کے وسیلہ سے ہمیں خُدا کو عزّت دینا ہے تو ہمیں بڑی بڑی باتوں کے لئے دُعا کرنی ہوگی۔ ہمیں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا ہوگا تاکہ ہمارا اُفق وسیع ہو اور سارا مُلک اُس میں سما جائے۔ دُعا میں اکثر ہماری نظر دُور تک نہیں اُٹھتی۔ اگر ہم اپنی آنکھوں میں اُس کا سُرمہ لگائیں اور پکی ہوئی فصل کے کھیتوں کو دیکھیں اور پھر پُورے پُورے خاندانوں، محلّوں، شہروں، گروہوں، صُوبوں، قوموں اور مُلکوں کے لئے دُعا مانگیں تو خُدا کیا کرے گا؟ ہم ساری دُنیا میں ہلچل کیسے مچائیں گے جب روز کی روٹی کے عِلاوہ کچھ مانگنے ہی

نہیں؟ ہم دُعائیہ زِندگی میں بونے بَن کر رہ گئے ہیں ۔ خُداوند ہمیں اِس بدحالی سے بچائے ۔

۳۰۔ ہم کس طرح اور زیادہ دُعا مانگ سکتے ہیں؟

دِن کو مُختلِف کاموں کے لئے اِس طرح تقسیم کریں کہ دُعا کے لئے بھی وقفے ہوں ۔

عادت بنائیں کہ جیسے ہی کوئی موقع مِلے یا ضرورت پڑے فوری طور پر دُعا کریں ۔ مثلاً آپ ٹیلیفون پر گفتگو کر رہے ہیں اور کوئی ایسی بات معلُوم ہوتی ہے جس کے لئے دُعا کرنی چاہیئے تو اُسی وقت ٹیلیفون پر اپنے مخاطب سے دُعا کریں ۔ اِنتظار کیوں کریں؟

اپنے پاس کارڈ رکھیں جن پر دُعا کے لئے درخواستیں لکھی ہوں ۔ اُن پر درخواست کرنے والے کا نام اور جس بات کے لئے دُعا مانگنی ہے، سب کچھ لکھا ہو ۔ سفر کے دَوران، کِسی جگہ قطار میں کھڑے ہُوئے یا جہاں اور جب بھی فالتُو وقت مِلے ان کو استعمال کریں ۔

تہیّہ کرلیں کہ دُوسرے ایمانداروں کے ساتھ باقاعدگی سے مِل کر دُعا کریں گے ۔ کلیسیا کی ہفتہ وار دُعائیہ میٹنگ میں حاضری کو اولیّت دیں ۔

سال کے دوران مختلف دُعائیہ دِن منا کر کوئی جماعت کئی زیادہ متحدہ دُعائیں کر سکتی ہے ۔ بعض اوقات بائبل سٹڈی میٹنگ کو بڑے مؤثر اور فائدہ مند طریقہ سے دُعائیہ میٹنگ میں بدلا جا سکتا ہے ۔

دُعائیہ زِندگی کو ترقی دینے کے لئے دُعائیہ سِلسلہ یا دُعائیہ لڑی بہت مُفید ثابت ہو سکتی ہے ۔ ایک فہرست تیار کریں ۔ اُس میں دُعا

کا وقت اور دُعا مانگنے والے کا نام درج کریں۔ اِس کی نقلیں تیار کر کے سب میں تقسیم کریں۔ سارے مُقدسین کو معلوم ہو کہ اِس سلسلہ یا لڑی کو کون اور کب شرُوع کرے گا۔ اور سلسلہ وار کس کس کی باری آتی جائے گی۔ ممکن ہو تو ٹیلیفون پر اگلے شخص کو یاد دلایا جائے۔ ہر ایک کو معلُوم ہو کہ کس بات کے لئے دُعا مانگنی ہے۔ اِس طرح ایک جگہ کے ایمانداروں کو دُعا کے لئے اُکسایا جا سکتا ہے۔ مگر ایک احتیاط ضرُوری ہے۔ ٹیلیفون پر یاد دہانی کراتے وقت صرف دُعا کی بات کی جائے۔ وُہ بھی مختصر۔ گپ بازی شرُوع نہ کر دی جائے۔

۳۱۔ دعائیہ میٹنگ کو کس طرح زیادہ دلکش بنائیں؟

دُعائیہ اجلاس اگر وقت سے پانچ منٹ بھی طویل ہو جائے تو بہت سے لوگ کسمسانے اور پہلُو بدلنے لگتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ دُرست سہی۔ مگر عام طور پر ہمارے دُعائیہ اجلاس کسی حالت میں بھی پُر لُطف اور پُر کشش نہیں ہوتے۔ یہ سوچنا غلطی ہے کہ پُر جوش راہنمائی اور سوچ سمجھ کر تیاری کے بغیر دُعائیہ اجلاس پُر کشش اور دلچسپ بن سکتا ہے۔ بغیر تیاری کے کوئی بھی اجلاس بالکل پھُسپھُسا اور بے مزہ رہے گا۔ لمبی لمبی دُعائیں ہوں گی۔ بے تُکے وقفے ہوں گے۔ باتوں کو بار بار دُہرایا جائے گا۔ سطحی سی دُعائیں ہوں گی۔ یہ ساری باتیں مل کر اُکتاہٹ اور بے دلی پیدا کریں گی۔ ایسے دُعائیہ اجلاس میں تو لوگوں کو صرف مجبُور کر کے ہی لایا جا سکتا ہے۔ دُعائیہ اجلاس اِتنا پُر کشش ہونا چاہئے کہ لوگ خود بخود کھِچے چلے آئیں۔ اور اگر کسی وجہ سے غیر حاضر ہوں تو اُن کو احساس

ہو کہ کسی بڑی نعمت سے محروم رہ گئے ہیں۔

اوّلین بات یہ ہے کہ راہنما ایسا ہو کہ دُعائیہ اجلاس میں جوش پیدا کر سکے۔ دُعاؤں کے درمیان گیت گانا، موضوع یا ضرورت کے مطابق حوالے پڑھنے، جن کو دُعاؤں کا جواب مِلا ہو اُن سے گواہیاں سُننا وغیرہ۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے دُعائیہ اجلاس کی یکسانیت اور اُکتاہٹ کا علاج بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ راہنما کے پاس دُعا کے لئے درخواستوں کی فہرست ہو۔ اور اجلاس کے دوران باری باری انہیں پیش کرتا رہے۔ یہ بھی کر سکتا ہے کہ تھوڑی دیر کیلئے ساری کلیسیا اکٹھی مِل کر دُعا مانگے۔ پھر چھوٹے چھوٹے گروپوں میں تقسیم کر دی جائے۔

چھوٹے گروپوں میں ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ زیادہ لوگ بُلند آواز سے دُعا مانگ سکتے ہیں۔ مسیحی اپنی شخصی ضروریات اور خاندانی مسائل میں دوسروں کو شریک کر سکتے ہیں۔ نوجوان اور بڑے بچے بڑے گروپ کی نسبت چھوٹے گروپ میں بہتر طور پر حصّہ لے سکتے ہیں۔ خاموشی کے طویل وقفوں سے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں۔

دُعائیہ فہرست کی تیاری کے لئے ایمانداروں سے ذاتی طور پر مِلنا، مسیحی رسالوں کا مطالعہ اور دُعاؤں کی فرمائشوں کے خطوط پڑھنا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اجلاس کے دوران حاضرین سے پوچھا جائے کہ کس کام یا معاملہ کے لئے دُعا مانگی جائے۔ دُعا کی درخواستوں کو نمٹانے کے لئے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اکثر اوقات دُعا کی درخواست کے ساتھ اِس کے متعلق مزید معلومات یا حالات کی تفصیل بیان کی جائے۔ مِلتے جُلتے معاملات اور مسائل کو اکٹھا کر کے اِن کے لئے ایک ہی دُعا

مانگی جائے ۔ اِس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ درخواستیں اجلاس شروع ہونے سے کافی پہلے جمع کی جائیں ۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ایمانداروں کو چھوٹے چھوٹے کارڈ دیئے جائیں جن پر وہ اپنی درخواستیں لکھ دیا کریں ۔ یہ کارڈ اجلاس کے لیڈر یا کسی اور مقررہ شخص کو پہنچا دیئے جائیں ۔ اِن کو ایک بڑے کاغذ پر لکھ لیا جائے یا ٹائپ کر دیا جائے ۔ اِس کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں بنوا کر دُعائیہ اجلاس میں حصّہ لینے والوں کو دیدی جائیں ۔ اِس طرح بہت سا وقت بچ سکتا ہے ۔

پھر بھی اجلاس کے دَوران کچھ وقفہ ہو تاکہ مزید درخواستیں پیش کی جائیں ۔ تحریری درخواستیں لینے کا ایک اور فائدہ بھی ہے کہ اکثر لوگ اجلاس میں آنے سے پہلے نہیں سوچتے کہ کِس بات کے لئے دُعا کی درخواست کریں ۔ اِس طرح اِن کو آرام سے فیصلہ کرنے کا موقع مِلے گا ۔ دُعاؤں کے لئے درخواستوں کی نقول دُعائیہ گروپ کو دینے کا ایک اور فائدہ بھی ہے ۔ ہر شخص ہفتہ بھر یا اگلی دُعائیہ میٹنگ تک اُسے اپنی نجی دُعاؤں میں اِستعمال کر سکتا ہے اور دُعا مانگنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے ۔

لیڈر کا فرض ہے کہ لمبی لمبی دُعاؤں کی حوصلہ شکنی کرے کیونکہ اِن سے بے توجہی اَور کاہلی پیدا ہوتی ہے ۔

دُعا کے موضوعات کو بھی بدلتے رہنا چاہئے ۔ مثلاً گناہوں کا اِقرار کرنا ۔ اِس سے مُراد یہ نہیں کہ ایک ایک گناہ بیان کیا جائے بلکہ اُن باتوں کے لئے اِقرارِ عام کیا جائے جو خُدا کے کام یا اجلاس میں خُدا کی قوّت کی راہ میں رُکاوٹ بنتی ہیں ۔ کچھ وقت حمد و ستائش کیلئے وقف کیا جائے ۔

روزانہ اخباروں میں کئی ایسی اطلاعات اور خبریں ہوتی ہیں جن کے لئے دُعا مانگنی چاہیئے، مثلاً کہیں طُوفان وغیرہ سے تباہی آتی ہے۔ حادثات یا سیاسی بحران، جنگیں اور لڑائیاں وغیرہ۔

راہنما کا رُوحُ القدُس کے ساتھ رابطہ ہونا چاہیئے تاکہ اُس کی ہدایت کے مُطابق اجلاس کو جاری رکھے۔ دوسروں کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ظاہراً تو ایک اِنسان میٹنگ کی راہنمائی کر رہا ہے مگر حقیقت میں رُوحُ القدُس راہنما ہے۔ جیسے تبلیغی اِجلاس میں رُوحُ القدُس وعظ کرنے والے کو معمُور کرتا ہے اسی طرح وُہ دُعائیہ عبادت کے لیڈر کی ہدایت اور راہنمائی کرتا ہے۔ چاہیئے کہ لیڈر اِجلاس کو اکتاہٹ اور بے جا طوالت سے بچائے۔ جہاں کہیں کمی بیشی ہو اُس پر قابُو پائے اور موقع پر ایسے طریقے سوچ اور اپنا سکے جس سے اجلاس کی دِلچسپی برقرار رہے تاکہ لوگ دُعائیہ اجلاس کے لئے کشش محسُوس کریں۔

۳۲۔ دُعا کے جواب میں رُکاوٹیں کیا ہیں؟

نمبر ۴ کے تحت ہم نے دُعا کے جواب کے لئے کچھ شرائط کا ذِکر کیا تھا۔ جو بھی شرط پُوری نہیں کی جاتی وُہ دُعا کے جواب کی راہ میں رُکاوٹ بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر جن گناہوں کا ہم اِقرار نہیں کرتے وُہ جواب کے راستہ میں رُکاوٹ بن جاتے ہیں (یسعیاہ ۵۹: ۱-۲)۔ ہم نے چند اَور گناہوں کا بھی ذِکر کیا تھا جیسے مُعاف نہ کرنے کی طبیعت، خُودغرضی کی درخواستیں، ازدواجی زندگی میں اِختلافات، نافرمانی، غریبوں کیلئے احساس نہ رکھنا، زناکاری اور بدنیتی وغیرہ۔

اِس کے علاوہ کبھی کبھی شیطان کی مداخلت کی وجہ سے بھی دُعاؤں کا جواب نہیں ملتا۔ اِس کی مثال دانی ایل ۱۰: ۱۲۔ ۱۳ میں ملتی ہے کہ فارس کی مملکت کے مُوکّل نے اکیس ۲۱ دِن تک دانی ایل کی دُعا کے جواب میں رُکاوٹ ڈالے رکھی۔

دُوسری وجہ شک ہے۔ یعقوب لکھتا ہے کہ "مگر ایمان سے مانگے اَور کچھ شک نہ کرے۔ کیونکہ شک کرنے والا سمندر کی لہر کی مانند ہوتا ہے جو ہَوا سے بہتی اور اُچھلتی ہے۔ اَیسا آدمی یہ نہ سمجھے کہ مجھے خُداوند سے کچھ مِلے گا" (یعقوب ۱: ۶۔ ۷)۔ رومیوں ۴: ۲۰ میں شک کرنے کو بے ایمان ہونے کے برابر گردانا گیا ہے۔ یعقوب ۱: ۸ میں ایسے آدمی کو "دُو دِلا" اور "بے قیام" بیان کیا گیا ہے۔ شک کرنا اور دو دِلا ہونا ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ جو شخص یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ وُہ دُعا میں خُدا پر اِعتماد کر سکتا ہے اُسے جواب مِلنے کا یقین کیسے ہو سکتا ہے! شک کرنا بے ایمانی ہی کی ایک صُورت ہے۔

۲۳۔ دُعا اور عمل۔ کیا دونوں ایک دُوسرے کی ضِدّ ہیں؟

بعض اوقات مسیحیوں کو شخصی طور پر اور جماعتی طور پر بھی ایک شش و پنج کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ "ہاں، ہم اِس مُعاملہ کے لئے دُعا کر رہے ہیں:۔ ہم جسمانی طاقت سے یہ کام نہیں کرنا چاہتے اِس لئے خُداوند پر اعتماد کرتے ہیں"۔ اِن باتوں سے یہ مسئلہ سامنے آتا ہے کہ کب دُعا مانگنا مناسب ہوتا ہے اور کب عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اکثر جواب یہ ہونا چاہیئے کہ دونوں ہی کرنا موزُوں و مناسب ہے۔

اگر دُعا کے ساتھ عمل نہ ہو تو ہوسکتا ہے کہ یہ ہماری سنجیدگی میں کمی کا ثبوت ہو۔ اور اگر عمل کے ساتھ دُعا نہ ہو تو اِس کا مطلب شاید یہ ہو کہ ہمیں اپنے آپ پر ہی اِعتماد ہے۔ دُعا کے بغیر خِدمت میں نہ کوئی قوّت ہوتی ہے نہ فائِدہ۔ پولُس رسُول اُن لوگوں کے لئے دُعا و مناجات کیا کرتا تھا جن کے درمیان وُہ خِدمت کرتا تھا لیکن وُہ اُن کے پاس جایا بھی کرتا تھا۔ وُہ اُن کو تعلیم دیتا، اُن کی تربیّت کرتا، اُن کو صلاح مشورے دیتا اور اُن کو خطوط بھی بھیجا کرتا تھا۔ خُداوند یسوعؔ اپنے شاگردوں کے واسطے دُعا مانگا کرتا تھا لیکن روزانہ عملی کاموں میں بھی اُن کی تربیّت اَور ترقی میں وقت لگایا کرتا تھا۔ یشوعؔ اور داؤدؔ جنگ سے پہلے خُدا کے حضُور دُعا مانگتے تھے۔ لیکن فوجوں کی تنظیم و تربیّت بھی کرتے اَور لڑائی بھی کیا کرتے تھے۔ ہمیں کھوئے ہوؤں کے لئے دُعا مانگنی چاہیئے۔ مگر دُعاؤں کو پاؤں بھی لگانے چاہئیں۔ وہ کیسے؟ اُن کے سامنے زوردار گواہی دینے سے۔ اپنی شخصی اَور جماعتی زِندگی میں بیداری کے لئے دُعا کریں۔ مگر گُناہ کا اِقرار اور توبہ بھی کریں (اِمثال ۲۸: ۱۳) اور پہلے کے سے کام بھی کریں (مکاشفہ ۲: ۵)۔ رُوحانی ترقی کے لئے دُعا کریں لیکن اِس کے ساتھ ساتھ باقاعِدگی سے اور بِلاناغہ کلام کا مُطالعہ کرنے اور فرمانبرداری کی عادت بھی پیدا کریں۔ یہ حقیقت ہے کہ خُدا شاہانہ اختیار کے ساتھ دُعاؤں کا جواب دیتا ہے۔ لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کہ دُعا مانگ لینے سے ہماری جسمانی ذِمّہ داریاں ختم ہوجاتی ہیں جو ہم پر مسیح کے خادم اور ایلچی ہونے کی وجہ سے عائد ہوتی ہیں۔

ہم مسیحی دُعا مانگنے کو اکثر عمل کرنے کے متبادل سمجھ لیتے ہیں۔ دُعا بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن جب اِسے فرمانبرداری کا بدل سمجھ لیں تو اُس کی حیثیت ریاکاری جیسی ہو جاتی ہے۔ ہم جتنی میٹنگیں دُعا مانگنے کے لئے کرتے ہیں اُتنی ہی ۔۔ بلکہ زیادہ، کام اور عمل کرنے کے لئے ضرُوری ہیں۔ ہر راسخ العقیدہ دُعائیہ میٹنگ کے آغاز میں خُدا اپنے لوگوں سے یُوں مخاطب ہوتا ہے۔ "جاؤ۔ آج کام کرو۔ دُعا مانگو کہ میرے تاکستان میں اور مزدُور بھیجے جائیں"۔ مسیحی کا جواب ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے "ہاں خُداوند! جہاں بھی تُو بھیجنا چاہتا ہے میں وہاں جاؤں گا تاکہ ہر جگہ تیرا نام پاک مانا جائے، تاکہ تیزی سے تیری بادشاہی آئے، تاکہ جس طرح تیری مرضی آسمان پر پُوری ہوتی ہے، زمین پر بھی ہو"۔ لیکن اگر اس دُعا کو مانگنے کے بعد بھی کوئی کہیں نہیں جاتا تو اُس سے بہتر تھا کہ ایسی دُعائیہ میٹنگ کبھی بُلائی ہی نہ جاتی۔ ایمان کی طرح دُعا بھی بغیر اعمال کے مُردہ ہے۔

۴۳۔ رُوح میں دُعا مانگنے کا کیا مطلب ہے؟

(اِفسیوں ۱۸:۶؛ یہوداہ ۲۰)۔

اِس کا مطلب ہے رُوح القُدس کی ہدایت کے مُطابق دُعا مانگنا یعنی وہ دُعا مانگنا جو پاک رُوح ہمارے دِل میں ڈالے۔ اگر ہم رُوحُ القُدس کے کہنے کے مُطابق یعنی رُوح میں دُعا مانگتے ہیں تو اِس کا مطلب ہے کہ ہماری زِندگی میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے وہ رنجیدہ ہو۔ اِس کا مطلب ہے کہ ہم خُدا کے کلام کے مطابِق دُعا

مانگتے ہیں۔ اِسی طرح رُوح سے دُعا کرنا اور عقل سے دُعا کرنا بھی ساتھ ساتھ چلتے ہیں (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۱۵)۔ رُوح کے ماتحت ہو کر دُعا مانگنے کا مطلب غیر زبانیں بولنا نہیں ہے۔ جو دُعا رُوح کی ہدایت سے مانگی جاتی ہے اُسے مانگنے والا اور سُننے والا دونوں سمجھتے ہیں۔

۳۵- دُعا کتنی اہم چیز ہے؟

دُعا سب سے بڑی طاقت ہے جسے انسان اِستعمال میں لا سکتا ہے۔

"دُعا یا تو زبردست قوّت ہے یا شرمناک دِکھاوا۔ اگر دِکھاوا ہے تو ہاتھ کچھ نہیں آنے کا۔ اگر قوّت ہے تو تھوڑی سی دُعا بڑے بڑے کام کر دے گی"۔

۳۶- دُعا مانگنے کا فائدہ کیا ہے؟

بعض لوگ خدا کے فرزندوں کی دُعاؤں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وُہ ایوب کی اِس بات کو دُہراتے ہیں کہ

"قادرِ مُطلق ہے کیا کہ ہم اُس کی عبادت کریں؟
اور اگر ہم اُس سے دُعا کریں تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟" (ایوب ۲۱: ۱۵)۔

مگر خُدا کہتا ہے کہ دُعائیں آسمان کو ہلا دیتی ہیں۔ جلال کے شہزادوں کو بر سرِ عمل لے آتی ہے۔ دُعاؤں ہی کے وسیلہ سے زمین پر انصاف کیا جاتا ہے۔ اُن کے جواب سے مخلوقات حیران رہ جاتی ہے۔ اِس سے پیشتر کہ آخری اِلزام لگایا جائے، اِس سے پیشتر کہ آخری عدالت کی جائے،

اِس سے پیشتر کہ خُدا کی ابدی بادشاہت قائم کی جائے، اُس کے فرزندوں کی ساری دُعائیں یادگاری کے طور پر خُداوند کے حضور پیش کی جائیں گی۔ مَیں نے اس بات کا ذِکر پہلے بھی کیا ہے جب مکاشفہ کے پانچویں باب کے حوالہ سے بات کی تھی۔ وہاں یُوحنّا نے بّرہ اور چار کروبیوں اور چوبیس [24] بزرگوں کی رویا دیکھی۔ ہر بُزرگ کے ہاتھ میں سونے کا پیالہ تھا۔ اِن پیالوں میں عُود تھا۔ یہ عُود خُدا کے لوگوں کی دُعائیں ہیں۔ یہ دُعائیں بڑے جلال کے ساتھ سونے کے پیالوں میں ذخیرہ کی گئیں ہیں۔ خُدا کے لوگوں کی دُعائیں بیش قیمت اور انمول ہیں۔

گواہی کے طور پر کچھ واقعات درج کئے جاتے ہیں جن میں دُعاؤں کے جواب مِلے۔ اُن پر غور کریں اور خود ہی فیصلہ کریں۔

(۱) کیا وہ فرشتے تھے؟

دُعاؤں کے جوابوں کے سِلسلہ میں اکثر بتایا گیا ہے کہ خُدا نے فرشتوں کی معرفت مداخلت کی۔ ایک مثال یہاں دی جاتی ہے۔

ایک دِن ایک مُبشّر اور اُس کا مددگار اپنے ہسپتال کے لئے روپیہ لے کر پیدل واپس آ رہے تھے۔ رات ہوگئی لیکن وُہ اپنے گھر سے ابھی بہت دُور تھے۔ مُبشّر کہنے لگا "ہمیں اِس پہاڑی پر ہی رات گذارنی پڑے گی"۔

ساتھی نے جواب دیا "لیکن اِس عِلاقہ میں تو ڈاکو بہت ہیں، اِس روپیہ کا کیا بنے گا؟"

مُبشّر کہنے لگا "یہ روپیہ خُدا کے کام کے لئے ہے۔ اُسی سے عرض

کریں گے کہ اِس کی حفاظت کرے"۔

چنانچہ دونوں نے مِل کر دُعا مانگی اور سو گئے۔ صُبح اُٹھے تو وُہ خُود اور روپیہ بالکُل محفُوظ تھا۔

اِس واقعہ کو کئی مہینے گذر گئے۔ ایک دِن ڈاکوؤں کے ایک سرغنہ کو ہسپتال میں لایا گیا۔ اُس کا عِلاج شرُوع ہُوا۔ عِلاج کے دوران اُس نے پُوچھا "کچھ عرصہ ہُوا کیا آپ فلاں فلاں شہر گئے تھے اور وہاں سے روپیہ لائے تھے؟"

"ہاں"۔

"کیا آپ نے فلاں فلاں پہاڑی پر رات بسر کی تھی اور فوجی وہاں پہرہ دے رہے تھے؟"

"رات تو بیشک اُسی پہاڑی پر بسر کی تھی مگر ہمارے ساتھ کوئی فوجی نہیں تھا"۔

"کیوں نہیں تھے؟ ہم آپ کو لُوٹنا چاہتے تھے مگر ستائیس سپاہیوں کو دیکھ کر ڈر گئے"۔

کچھ عرصہ بعد یہ واقعہ انگلستان میں ایک میٹنگ کے دوران سُنایا گیا۔ سُننے والوں میں سے ایک شخص کہنے لگا "ہاں مجھے یاد ہے۔ ہم نے اُس رات ایک دُعائیہ میٹنگ کی تھی"۔ اور اپنی ڈائری میں سے دیکھ کر بتایا کہ "اُس میٹنگ میں ہم ستائیس شخص شامل تھے"۔

(۲) ڈنکرک کا معجزہ

جیسے خُداوند نے گلیل کی جھیل پر آندھی اور لہروں کو تھما دیا۔ وُہ آج بھی طوفانوں کو حُکم دیتا ہے اور وُہ رُک جاتے ہیں۔

جان۔ای۔ہنٹر بتاتے ہیں: "جارج ششم ایک سچا ایماندار مسیحی تھا۔ دُوسری جنگِ عظیم مُصیبت کے دِن تھے۔ جارج ششم نے اپنی رعایا کو دعائیہ دِن منانے کا چیلنج دِیا۔ برطانوی فوج ڈنکرک میں گھری ہُوئی تھی۔ ہٹلر کی فوجوں نے اُن پر بڑا حملہ کر کے اُنہیں ختم کرنے کا منصُوبہ بنا رکھا تھا۔ اُن کے لئے اُمید کی کوئی راہ نظر نہ آتی تھی۔ بادشاہ نے لوگوں کو دُعا مانگنے کو کہا اور اُنہوں نے بات مانی۔ مجھے معلُوم ہے کیونکہ مَیں خُود وہاں موجُود تھا۔ اِتوار کا دِن تھا۔ اگلے چند دِنوں تک رودبارِ انگلستان میں مُعجزہ نظر آتا رہا۔ نہ ہَوا۔ نہ لہریں۔ سمندر اِتنا ساکن کہ چپُوؤں والی کشتیاں بھی ڈنکرک سے اِنگلستان کے ساحِل تک بآسانی آسکتی تھیں۔ فوج کا ایک ایک سپاہی بچ کر آ گیا۔ ایک جان بھی ضائع نہ ہُوئی۔ اِسے ڈنکرک کا مُعجزہ کہتے ہیں۔"

(۳) مُصنّف سے ملاقات

دُعا کے زور سے حالات ایسا رُخ اختیار کر لیتے ہیں کہ اتفاقات اور اِحتمالات کے اصُولوں کے تحت ہرگز مُمکن نہیں۔ ذیل میں جو مثال دی جاتی ہے وہ "اب[۱]" نامی میگزین میں چھپی تھی۔

"پچھلے سال ایک مسیحی خاتُون لندن کے ہوائی اڈا پر پہنچی۔ اُس کا بوجھ تھا کہ ٹرمینل میں آنے جانے والے مسافروں کو مسیح کے بارے میں بتائے۔ اُس کی مُلاقات ایک سٹورڈس[۲] سے ہُوئی اور اُس خاتُون نے خُداوند کو قبُول کر لیا۔ چند منٹوں کے بعد سٹورڈس کی پرواز روانہ ہونے

---

۱ NOW۔ ۲ جہاز کے عملے کی ایک خاتُون۔

والی تھی۔ اُسے آواز دی گئی۔ پیچھے رہ جانے والی لڑکی نے جلدی جلدی اپنے بیگ کو کھولا اور اُسے ایک کتاب پکڑاتے ہوئے کہا "یہ ساتھ لے جاؤ۔ اِسے پڑھنا"۔ یہ ڈاکٹر فرانسس شیفر کی لکھی ہوئی ایک کتاب تھی۔ سٹورڈس اپنی پرواز کے ساتھ روانہ ہوگئی اور مسیحی لڑکی اُس کے لئے دُعا مانگتی رہی۔ "اَے خُداوند! اِس پرواز پر کسی مسیحی کو بھیج دے جو اِس کو مزید سمجھا سکے اور اِس کی مدد کر سکے"۔ بعد میں اُس خاتون نے مسیحی لڑکی سے رابطہ قائم کیا اور بتایا کہ "میں اپنی مخصوص سیٹ پر بیٹھی وُہ کتاب پڑھ رہی تھی کہ ایک مُسافر اُٹھ کر میرے پاس آیا۔ اُس نے پُوچھا "جو کتاب پڑھ رہی ہو اِس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے"؟ میں نے جواب دیا "مجھے مسیحی ہوئے ابھی چند ہی منٹ ہوئے ہیں اِس لئے میں اِسے اچھی طرح سمجھ نہیں سکتی"۔ وُہ شخص بولا "شاید میں آپ کی مدد کر سکتا ہُوں۔ میرا نام فرانسس شیفر ہے"۔

(۴) تِتلی نے راہنمائی کی

ہم میں سے سب کو اکثر اِس تلخی اور پریشانی کا سامنا ہوتا ہے جو کسی چیز کے کھو جانے اور نہ ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ آخر بالکل مایوس ہو کر ہم خُداوند سے دُعا مانگتے ہیں۔ ہنری بوش بتاتے ہیں کہ ایک گمشدہ کاغذ تلاش کرنے کے لئے خُدا نے کس طرح ایک تِتلی کو استعمال کیا۔

ایک بیوہ بیچاری بے حد پریشان تھی۔ اُسے ایک بھاری رقم کا بل وصول ہوا۔ یہ بل پہلے ادا کیا جا چُکا تھا لیکن اِس کی رسید نہیں مل رہی تھی۔ اُسے فکر تھی کہ رقم دوبارہ ادا کرنی پڑے گی۔ خاوند کی تجہیز و تکفین پر بہت خرچ اُٹھا تھا۔ چنانچہ اُس نے خُداوند سے خاص دُعا کی کہ اِس

ادائیگی کا ثبوت مِل جائے۔ چند روز بعد بِل وصول کرنے والا اُس کے گھر آ پہنچا۔ اُس نے بیچاری کو دھمکایا کہ اگر چند دِنوں کے اندر اندر رقم ادا نہ کی گئی تو وُہ اُسے عدالت میں گھسیٹ لے جائے گا۔ عین اُسی وقت کھڑکی میں سے ایک تتلی اندر آگئی۔ بیوہ کا بیٹا اُسے پکڑنے کو اُس کے پیچھے لپکا۔ وُہ سکول میں کسی پراجیکٹ کے لئے تتلیاں جمع کررہا تھا۔ تتلی ایک صوفے کے پیچھے جا گھسی۔ لڑکا بھاری صوفے کو اکیلا ہٹا نہیں سکتا تھا۔ اِس لئے اُس نے اِس آدمی سے مدد کی درخواست کی۔ اُنہوں نے صوفے کو ایک طرف دھکیلا تو کاغذ کا ایک ٹکڑا فرش پر آ گرا۔ بیوہ عورت نے اُسے اُٹھایا تو حیرت سے اُس کی آنکھیں کھُلی کی کھُلی رہ گئیں۔ یہ وُہی رسید تھی جس کے لئے اُس نے دُعا مانگی تھی۔ اُسکی پُرخلوص دُعا خُدا کے حضور قبول ہُوئی تھی۔

(۵) دُعا نے ایک فصل کو بچایا۔

کئی دفعہ خُدا دُعا کا جواب ایسے عجیب وغریب انداز میں دیتا ہے کہ ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔

جاپان میں ایک سچّے مسیحی کا سیبوں کا باغ تھا۔ اِس میں کوئی ایک ہزار درخت تھے۔ اُس کی خاندان کی گذر بسر کا واحد ذریعہ یہی باغ تھا۔ ایک صُبح اُس شخص کا دِل یہ دیکھ کر بیٹھ گیا کہ پھلوں کو ایک خاص قسم کا کیڑا برباد کر رہا ہے۔ یہ کیڑا اُس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تقریباً ہر درخت پر یہ کیڑا موجود تھا۔ اُس نے اپنے خاندان کو بُلایا۔ اور سب نے مِل کر خُداوند سے فریاد کی کہ اِس مسئلہ کو حل کرنے میں اُن کی مدد کرے۔ ایمان کے ساتھ اُنہوں نے عمل بھی کیا۔ صُبح سے شام تک

بڑی محنت سے وُہ اُن کیڑوں کو مارنے اور اُن کو ختم کرنے میں لگے رہے۔ لیکن کیڑے تھے کہ ہزاروں کی تعداد میں بڑھتے ہی چلے جاتے تھے۔ جلد ہی واضح ہوگیا کہ اُن کی محنت رائیگاں جائے گی۔ اُس رات اُنہوں نے پھر خُداوند کو مدد کے لئے پُکارا۔ اگلی صُبح وُہ باغ میں پہنچے تو اُن کی حیرانی کی حد نہ رہی۔ عجیب قسم کے پرندے سینکڑوں کی تعداد میں اُن درختوں پر اُتر رہے تھے۔ یہ پرندے پھلوں کو نقصان پہنچائے بغیر اُن کیڑوں کو ہڑپ کرنے لگے۔ تین دِن میں پُورا باغ کیڑوں سے پاک ہوگیا۔ خُدا نے پرندوں کے وسیلہ سے فصل کو بچا لیا۔

(۶) گرم پانی کی بوتل اور گڑیا

بچے بڑوں کی نسبت دُعا میں زیادہ فکر انگیزی دکھاتے ہیں۔ اُن کو نئی نئی باتیں سُوجھتی ہیں۔ اسی لئے اُن کو جواب بھی بڑے ڈرامائی ملتے ہیں۔ یہ واقعہ ہنری بوش کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔

ڈاکٹر ہیلن روز وبرے زائرے میں مشنری تھیں۔ وُہ اِس واقعہ کی راوی ہیں۔ ایک عورت کے ہاں وقت سے پہلے وِلادت ہُوئی۔ بچہ تو بچ گیا لیکن عورت جانبر نہ ہوسکی۔ ہم نے بچہ کی جان بچانے کے لئے ایک خاص مشین (انکیوبیٹر) بنانے کی کوشش کی۔ ہمارے پاس گرم پانی کی ایک ہی بوتل تھی۔ مگر وُہ قابلِ استعمال ہی نہیں، بلکہ ناقابلِ مرمت بھی تھی۔ چنانچہ صُبح کی دُعا کے وقت ہم نے بچوں سے کہا کہ وُہ ننھے بچہ اور اُس کی چھوٹی بہن کے لئے دُعا کریں کیونکہ اب وُہ دونوں یتیم تھے۔ ایک بچی نے یہ دُعا مانگی "پیارے خُدا، آج ہی ایک گرم پانی کی بوتل بھیج دے۔ کل تک اِنتظار نہیں ہوسکتا کیونکہ کل تک یہ بچہ مر جائے گا۔

اَور پیارے خُداوند، اُس کی بہن کے لئے ایک گڑیا بھی بھیج دے تاکہ اُس کا دِل بہل جائے"۔ اُسی سہ پہر کو اِنگلستان سے ایک بڑا پارسل موصُول ہُوا۔ ہم اُسے کھولنے لگے۔ بچّے بڑے شوق سے دیکھ رہے تھے۔ چند کپڑوں کے نیچے سے ایک گرم پانی کی بوتل نِکلی تو اُن کی خوُشی اور حیرت کی حَد نہ رہی۔ جس بچّی نے صُبح بڑے خلُوص سے دُعا مانگی تھی اُس نے فوراً خوُشی میں بہُت گہری بات کہی کہ جس خُدا نے یہ بوتل بھیجی ہے، مجھے یقین ہے کہ اُس نے گڑیا بھی ضرُور بھیجی ہے۔ اُس کی بات بالکُل سچّ نِکلی۔ آسمانی باپ کو پہلے ہی سے پانچ مہینے پہلے۔ اِس بچّی کی دِلی دُعا کا عِلم تھا۔ اُس نے چند خواتین کے دِل میں ڈالا کہ وُہ پارسل میں یہ دو چیزیں شامل کریں۔

(۷) ترکی کے لئے خاص مِشن

کینیڈا کے مشرِقی ساحِل کے ایک شہر میں ایک نوجوان یُونیورسٹی کی تعلیم سے فارِغ ہُوا۔ تو اُس کے دِل پر بڑا بوجھ تھا۔ وہ اپنے ایک غیر نجات یافتہ دوست کے سامنے گواہی دینا چاہتا تھا۔ تعلیمی عرصہ کے دَوران اُس نے گواہی نہ دی۔ بعد میں دونوں بچھڑ گئے۔ دونوں فضائیہ میں افسر تھے۔ مگر اُن کا تقرر مُلک کے مُختلف عِلاقوں میں ہُوا۔ مسیحی نوجوان اپنے دوست کے لئے بہُت فکر مند تھا۔ اُسے عِلم نہ تھا کہ میرا دوست کہاں ہے۔ اِس لئے وہ خُدا سے دُعا کرتا رہا کہ میرے دوست ٹام کو اِنجیل کی خوُشخبری کا پیغام کِسی نہ کِسی طرح پہنچ جائے۔ چھ سال بعد اِس مسیحی نوجوان کو ترکی میں بھیج دیا گیا۔ ایک روز وُہ اپنے بیس[1] کے

---

[1] فوجی اڈّا

سٹور میں بیٹھا تھا کہ اُس کی نظر باہر کھڑے اپنے دوست ٹام پر پڑی۔ دونوں کی مُلاقات ہوئی۔ ٹام کو خاص مشن پر تین دِن کے لئے ترکی بھیجا گیا تھا۔ حالانکہ اُس کا بیس ہزاروں مِیل دُور امریکہ میں تھا۔ خاصی دیر وُہ گپ شپ لگاتے رہے۔ گفتگو کے دَوران معلُوم ہُوا کہ ٹام اِن دِنوں بہُت دُکھی اور پریشان ہے۔ بیوی سے علیحدگی تک نوبت آپہنچی ہے۔ زندگی میں کوئی خوشی اور اطمینان نہیں۔ ٹام نے اپنے مسیحی دوست سے پُوچھا "تُم بہُت خُوش اور مُطمئن دِکھائی دیتے ہو۔ کاش میری زندگی بھی ایسی ہوتی"۔ اِس بات سے اُسے گواہی دینے کا موقع مِل گیا۔ ٹام پر بہُت اثر ہُوا اور اُس نے خُداوند یسُوع کو قبول کرلیا۔ دو دِن کے بعد وُہ ترکی سے واپس چلا گیا۔ لیکن اَب وُہ ایک نجات یافتہ شخص تھا۔ اِس خصُوصی مشن کا اِنتظام کِس نے کیا تھا؟ فضائیہ نے یا خُدا نے؟

(۸) ایک بس پر الٰہی انتظام سے مُلاقات

میرا ایک دوست گریگ لِونگسٹون مجھے ملنے آیا۔ اُس نے اپنی بشارتی خِدمت کے سِلسلہ میں ایک مسئلہ کا ذِکر کیا۔ اُس کے رُخصت ہونے سے پہلے مَیں نے اُس سے کہا کہ "گریگ، جس شہر میں تم جا رہے ہو، وہاں ایک ایلڈر رہتے ہیں۔ اِس سِلسلہ میں اُس سے بات چیت کرلو تو اچھا رہے گا"۔ مَیں نے اُس ایلڈر کا پتہ گریگ کو لِکھ دِیا۔ پھر ہم دونوں نے مِل کر دُعا مانگی۔

اُس شہر میں پہنچ کر گریگ اِتنا مصرُوف رہا کہ اُس بزرگ سے مِل نہ سکا۔ دو ہفتے بعد اُس نے مجھے لاس اینجلس سے خط لِکھا کہ "مَیں

وہاں میٹنگوں، کانفرنسوں اور انٹرویوز میں اِتنا مصروف رہا کہ اُس بزرگ سے مُلاقات نہ کر سکا۔ لیکن مَیں نے اپنے آپ کو خُداوند کے سپُرد کر رکھا ہے اَور آپ بھی اُس بزرگ سے مِلنے کا خواہش مند ہُوں"۔

لاس اینجلس میں میٹنگوں سے فارغ ہوکر گریگ ایک بس میں اِلیبرٹ کوسٹ کی طرف روانہ ہُوا۔ وہاں سے اُسے بذریعہ ہوائی جہاز واپس یورپ جانا تھا۔ رِور سائیڈ پہنچنے تک بس میں بہت سی سیٹیں خالی تھیں۔ وہاں پر اور لوگ سوار ہونے لگے تو گریگ نے خُداوند سے دُعا مانگی کہ میرے ساتھ والی سیٹ پر کوئی جوان شخص آ بیٹھے تاکہ مَیں اُس کے سامنے گواہی پیش کر سکوں۔ سب سیٹیں بھر گئیں۔ صِرف گریگ کی ساتھ والی سیٹ رہ گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ شخص وہاں آ بیٹھا۔ گریگ نے سوچا۔ میرا ہمسفر جوان ہو یا بُوڑھا، مجھے اپنا فرض پُورا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وُہ اِس شخص سے یسُوع کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔ وُہ شخص کہنے لگا "کِتنی عجیب بات ہے کہ آپ مجھے خُداوند مسیح کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ مَیں خُود مسیحی ہُوں اور نئی پیدائش کا تجربہ رکھتا ہُوں"۔

گریگ پُکار اُٹھا "کِتنی خوشی کی بات ہے! میرا نام گریگ لونگسٹن ہے"۔

اُس آدمی نے جواب دیا "اور میرا نام ۔۔۔۔۔۔ ہے"۔ پتہ چلا کہ یہ اُسی ایلڈر کا نام تھا جس سے گریگ اُسی شہر میں مُلاقات نہیں کر پایا تھا۔

ذرا اِن بے شمار بسوں کا خیال کریں جو امریکہ کے مُختلف شہروں

کو آتی جاتی ہیں - اِن کے ٹائم ٹیبل اور سیٹوں کی تعداد کا اندازہ لگائیں تو کیا یہ قابلِ غور اور ایمان افروز بات نہیں کہ خُدا نے ایسے اتفاقات ترتیب دِئے کہ اُن ۲ دو اشخاص کی اِس بس پر مُلاقات ہوگئی - یہ سب کچھ دُعا کے جواب میں ہُوا -

(۹) بیج جو پھل لایا

پیرس کے نارتھ اسٹیشن پر ایک بائبل ٹیچر اور اُس کے تین نوجوان مسیحی ہم خدمت کھڑے تھے - وہ گاڑی سے رہ گئے تھے - اُنہوں نے سوچا کہ اب گٹاروں اور بائبل کے ساتھ وقت گذارا جائے - وہ آہستہ آہستہ گیت گانے لگے - مختلف ملکوں کے بہت سے نوجوان اُن کے اِردگرد جمع ہو گئے - چنانچہ اُنہیں گواہی دینے کا بہت عمدہ موقع مِل گیا -

ایک امریکی نوجوان آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ "مجھے ٹکٹ خریدنے جانا ہے - کیا میں اپنا بیگ آپ کے پاس چھوڑ جاؤں ؟"

"ضرور ضرور" کسی نے اُسے یقین دلایا - "آپ کہاں سے آئے ہیں ؟"

"شکاگو سے"۔

"بہت خوب ! ہمارا یہ ساتھی بھی شکاگو کا ہے"۔

بائبل ٹیچر کہنے لگا "ہیلو ! میرا نام گریسن ہے"۔

"اور میرا نام ٹیری فلِن ہے"۔ بیگ والے نوجوان نے جواب دیا -

"شکاگو میں آپ کا گھر کہاں ہے ؟"

معلوم ہُوا کہ اُس کی رہائش گرجا گھر کے قریب ہی تھی جس کا ممبر بائبل ٹیچر گریسن تھا -

گریسن نے اُس کے ساتھ خُداوند یسوع کے بارے میں گفتگو شروع کر دی اور اُس کی رُوح کی نجات پر زور دیا۔ ٹیری کافی ناراض ہُوا۔ آخر کہنے لگا "کیا تمہارا خیال ہے کہ یہاں پیرس کے ریلوے اسٹیشن پر تم مجھے نجات دے دو گے؟"

"نہیں ٹیری۔ میں کسی کو نجات نہیں دے سکتا۔ نجات صرف خُداوند یسوع مسیح دے سکتا ہے۔ لیکن میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہُوں۔ زندگی میں کوئی کام بھی اتفاقیہ نہیں ہوتا۔ ہماری یہ مُلاقات بھی اِتفاقی نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خُدا آپ سے مخاطب ہے۔ بہتر ہے کہ آپ توجہ دیں"۔

ٹیری کو بہت تاؤ آیا اور وُہ تلملاتا ہُوا ٹکٹ لینے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد مسیحیوں کی یہ ٹیم بھی برسلز کو روانہ ہو گئی۔ لیکن اُن کی دُعا تھی کہ خُدا اِس کام کو جاری رکھے اور جو بیج بویا گیا اُسے پھلدار بنائے۔

کئی سال گذر گئے۔ اب گریسن آئرلینڈ میں خُداوند کی خدمت کر رہا تھا۔ اُسے ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے امریکہ واپس جانا پڑا۔ اُسے موقع مِلا کہ صرف ایک اِتوار اپنے آبائی گرجا میں جائے۔ صُبح کی عبادت کے بعد اُس کا ایک نوجوان دوست اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا "مسٹر گریسن، مَیں آپ کا تعارُف ایک مسیحی دوست سے کرانا چاہتا ہُوں۔ اِن سے مِلئے۔ یہ ہیں ٹیری فلن"۔

گریسن کو یہ نام جانا پہچانا سا لگا۔ لیکن اُسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ یہ نام کہاں سُنا تھا۔ چنانچہ وُہ اِدھر اُدھر کے سوالات کرنے لگا۔

آخر اُسے یاد آگیا اور اُس نے پُوچھا "ٹیری، کیا میں نے پیرس میں نارتھ اسٹیشن پر آپ سے خُداوند یسوعؔ کے بارے میں بات چیت نہیں کی تھی؟"

ٹیری اتنا حیران ہوگیا کہ مُنہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ اُس نے بتایا کہ مَیں وُہی شخص ہُوں۔ پھر اُس نے پوری داستان سُنائی کہ خُداوند نے کِس طرح مجھے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"مَیں بذریعہ ٹرین جرمنی پہنچا۔ یہاں مَیں نے فیصلہ کیا کہ لفٹ لے کر ویاناؔ جاؤں گا۔ مجھے ایک فوکس ویگن میں لفٹ مِل گئی۔ دو مرد اور ایک لڑکی اُس میں سفر کر رہے تھے۔ وُہ تینوں مسیحی تھے۔ اتفاق سے وُہ لڑکی شکاگو کے نواحی علاقہ کی رہنے والی تھی۔ اُس نے میرے سامنے اپنی گواہی پیش کی اور کولوراڈو کے ایک رینچ کا پتہ دیا۔ یہ رینچ مسیحیوں کا تھا اور وُہ لڑکی کبھی کبھی وہاں جایا کرتی تھی۔

آیندہ گرمیوں میں مَیں شکاگو کو واپس آگیا۔ مَیں نے اُ لڑکی سے رابطہ قائم کیا۔ اُس نے پھر گواہی دی اور کولوراڈو کے رٗ دوبارہ ذکر شروع ہوگیا۔ اگست میں مجھے ایک ہفتہ کی فرصت تھی۔ مَیں نے سوچا کہ اِسی رینچ پر چھٹی منائی جائے۔ چھٹی کا آخری دِن تھا۔ مَیں اکیلا ہی تیراکی کے تالاب میں نہا رہا تھا کہ ایک ساتھی اَور آگیا۔ اُس نے بھی دو چار ڈبکیاں لگائیں اور پھر میرے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں وُہ مجھے یسوعؔ کے قدموں میں لے آیا۔

جو بیج پیرس کے ریلوے اسٹیشن پر بویا گیا اور دُعا نے جس کی آبیاری کی، برسوں بعد وُہ پھل لایا۔ اِس واقعہ میں خُدا نے مناسب

سمجھا کہ بائبل ٹیچر کو اِس پھل کا علم ہو جائے۔ لیکن کتنی ہی دفعہ ہم گواہی دیتے ہیں اور دُعا مانگتے ہیں۔ لیکن اگلے جہان ہی میں پتہ چلے گا کہ اِس کا کتنا پھل پیدا ہُوا۔

(۱۰) اِنسان غلطی پر۔ خُدا راستی پر

خُدا نے کلیرنس جونز اور روبن لارسن کو رویا دی کہ ایک بشارتی ریڈیو اسٹیشن قائم کریں۔ مگر سوال یہ تھا کہ "کہاں"؟

اپنے ہم خدمتوں کے ساتھ مِل کر وُہ جوش سے دُعا مانگتے رہے کہ خُدا ظاہر کرے کہ کِس جگہ یہ ریڈیو سٹیشن قائم کرنا چاہئے۔ وُہ خُدا کے حضور ٹھہرے رہے۔ جواب مِلا "ایکویڈور"۔

لیکن اُنہیں بتایا گیا کہ خطِ اُستوا کے آس پاس کا علاقہ ریڈیو نشریات کے لئے موزوں نہیں۔ ریڈیو اسٹیشن خطِ استوا سے بہت دُور ہونا چاہئے (یاد رہے کہ ایکویڈور خطِ استوا پر واقع ہے)۔ کِسی اور مُلک میں ریڈیو سٹیشن قائم کرلو۔ لیکن خطِ استوا سے دُور۔

جو کمپنی ایکویڈور میں ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کا جائزہ لے رہی تھی اُس نے رپورٹ دی کہ "یہاں کے پہاڑوں میں بڑے بڑے معدنی ذخیرے ہیں۔ اِن کی وجہ سے ہوا میں چھوڑی جانے والی نشریاتی لہریں زمین میں جذب ہو جائیں گی۔ یا تو وُہ بالکل ضائع ہو جائیں گی یا اِنتہائی کمزور پڑ جائیں گی"۔

فرینک ۔ایس گگ اپنی کتاب میں بتاتے ہیں کہ خُدا نے مُبشّروں کی راہنمائی کی کہ کوئیٹو میں چلے جائیں۔ تکنیکی رپورٹ، ماہرانہ اِنسانی مشورہ بلکہ ساری باتیں اِس کے خِلاف تھیں، یہاں تک کہ ایکویڈور کی بندرگاہ گوایاکول

کے بہت سے مسیحی دوست زور دیتے تھے کہ ریڈیو سٹیشن گوایاکول میں قائم کیا جائے لیکن وہ کوٹیو ہی میں قائم کیا گیا۔

بعد کی تاریخ نے ثابت کر دیا کہ انسان غلطی پر تھے اور خدا درست کہہ رہا تھا۔ آپ جتنی بلندی پر ہوں، اور خطِ استوا کے جتنے قریب ہوں نشر یاتی لہریں اُتنی ہی اچھی اور تیز ہوتی ہیں۔

کوٹیو اس پہاڑی علاقے میں تقریباً دس ہزار فٹ کی بلندی پر خطِ استوا سے صرف دس میل جنوب میں واقع ہے۔

چنانچہ اس ریڈیو سٹیشن کی معرفت خدا کی کامیابی سے خدمت کی جا رہی ہے۔

(۱۱) ماں کی دُعا کی قوّت

یہ ریمزئے، نیو جرسی کا واقعہ ہے۔ ڈورتھیا کلیپ کے دو بیٹے وہاں کے ہائی سکول میں پڑھتے تھے۔ ہائی سکول کے حالات اور ماحول کی وجہ سے ڈورتھیا کو بہت فکر تھی۔ چنانچہ اُس نے دُعا مانگنا شروع کی کہ خدا اس سکول میں نجات کا کام کرے اور ریمزئے شہر سے برکت کی ندیاں جاری ہو کر زمین کی انتہا تک پہنچیں۔

ایک دن اُس کا بیٹا ڈان سکول سے گھر آیا تو خبر دی کہ جارج وِردر نامی ایک طالب علم کی گردن میں چوٹ آ گئی ہے۔ ڈورتھیا نے جارج کے لئے دُعا مانگنا شروع کر دی۔

کچھ عرصہ بعد جارج کو مقامی ریلوے سٹیشن پر جانے کا اتفاق ہُوا اور وہ دیوار پر لگے ہُوئے ریک پر سے ایک ٹریکٹ اُٹھا لایا۔ یہ ٹریکٹ مسٹر اور مسز کلیپ نے وہاں رکھا تھا۔

تب جارج نے بائبل کلب جانا شروع کیا۔ ڈان کلیپ اِس کلب کا صدر تھا۔ جب کوئی پیغام دینے والا اپنی باری پر نہ آتا تو ڈان پیغام دیتا۔ لیکن وُہ اکثر محسوس کیا کرتا تھا کہ وُہ نجات کی راہ کی اچھی طرح وضاحت نہیں کر سکا۔ چنانچہ اُس نے کچھ ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد ایک خط لکھا جس میں بتایا کہ یوحنّا کی انجیل میرے لئے کیا معنی رکھتی ہے۔

اِس خط کی ایک ایک نقل اَور یوحنّا کی انجیل اُس نے سب افراد کو بھیج دی جنہوں نے ۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء میں بائبل کلب میں اپنے نام لکھوائے تھے۔ اِن میں جارج وِرور بھی شامل تھا۔ اُس نے یوحنّا کی انجیل کو بڑے شوق سے پڑھا اور یسوع مسیح کو اپنا خُداوند اور نجات دہندہ قبول کر لیا۔ بعد میں بلی گراہم کا ایک جلسہ ہو رہا تھا۔ جارج نے آگے آکر علانیہ اقرار کیا کہ مَیں اپنے آپ کو مسیح کی خِدمت کیلئے وقف کرتا ہُوں۔

اِس کے بعد جارج مُلک کے جنوبی حِصّہ میں ایک کالج میں داخل ہُوا۔ وہاں اُس کی ملاقات ڈان رہوٹن نامی ایک مسیحی سے ہُوئی۔ ڈان کے اندر گویا آگ بھڑک رہی تھی۔ دونوں مِل کر بائبل مُقدّس کا مُطالعہ کیا کرتے تھے۔ مُطالعہ کے دَوران اُن کو یہ قائلیت ہُوئی کہ مسیح کی شاگردی ہم سے سخت مُطالبہ کرتی ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ جو کچھ مسیح نے کہا ہے اُس پر بعینہٖ عمل کرنا ضروری ہے اور ہمیں بے چوں وچرا اُس کا حکم ماننا چاہیئے۔

وُہ دونوں دُوسرے نوجوانوں کو چیلنج کرنے لگے کہ سب کچھ چھوڑ کر مسیح کے پیچھے ہولیں۔ اُنہوں نے ساری دُنیا میں تبلیغ کرنے کی خاطر

رات رات بھر دُعائیہ میٹنگیں مُنعقد کیں۔ وُہ بڑے دِن اور موسم گرما کی تعطیلات میں ٹیمیں لے کر میکسیکو جاتے۔

وہاں سے یہ کام سپین، پُورے یورپ، مشرق وسطیٰ اور ایشیا تک پھیل گیا۔ دو بحری جہازوں کے وسیلہ سے افریقہ اور جنوبی امریکہ میں بھی خُدا کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔

نیوجرسی کی ایک ننھا عورت نے دُعا مانگی کہ خُدا اِس ہائی سکول میں نجات کا کام کرے۔ اُس نے کہا! اندازہ ہے کہ جارج وِرور کی تبدیلی کے بعد سے سینکڑوں طالب علموں کی زندگیاں تبدیل ہُوئی ہیں۔

اُس عورت نے دُعا مانگی کہ ریمز ے شہر سے انجیل کی خوشخبری کے چشمے دُنیا کے کونے کونے میں پہنچیں۔ اَب یہی ہو رہا ہے۔ گاسپل ٹیموں، مسیحی ادب اور دو بحری جہازوں کے ذریعہ سے نجات کا پیغام دُنیا بھر میں دِیا جا رہا ہے۔

یہ ہے ایک عورت کی دُعا کا اثر!!

(۱۲) پیچ در پیچ سِلسلہ

یہ واقعہ جارج وِرور کی تبدیلی کے کئی سال بعد کا ہے۔ اُسے نیپال میں کھٹمنڈو کے ہوائی اڈا پر پہنچنے کی بہت جلدی تھی۔ اُسے لندن کے لئے ہوائی جہاز پکڑنا تھا۔ وُہ کُود کر ٹیکسی سے اُترا اور جلدی میں اپنا بیگ ٹیکسی کی ڈگی میں بھول گیا۔ جہاز ہوا میں بُلند ہُوا تو جارج کو یاد آیا کہ بیگ میں اُس کی بائبل مُقدّس اور کچھ ضروری فائیلیں بھی ہیں۔ چنانچہ اُس نے فوراً خُدا سے دُعا مانگی کہ کِسی نہ کِسی

طرح وہ بیگ مجھے واپس مل جائے۔ ٹیکسیوں کی تعداد اور بہت سے ٹیکسی والوں کی بے ایمانی کے پیشِ نظر ایسا ہونا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔

اگلے روز جارج کا ایک ہم خدمت رون پینی ایک خستہ حال بس میں کھٹمنڈو سے بھارت کے لئے روانہ ہوا۔ چند میل چلنے کے بعد بس خراب ہوگئی۔ اس کی مرمت کی گئی۔ چند میل اور طے کرنے کے بعد بس نے پھر جواب دے دیا۔ ٹھوک ٹھاک کر اسے پھر چلنے پر مجبور کیا گیا۔ لیکن تھوڑی دور چل کر بس نے آگے بڑھنے سے پھر انکار کر دیا۔ رون پینی نے نتیجہ نکالا کہ اس طرح بھارت پہنچنا ممکن نہیں۔

اس نے دو ساتھیوں کو قائل کر لیا کہ واپس کھٹمنڈو چلیں۔ چنانچہ رون اپنا بڑا سا بیگ اور اس کے ساتھی بڑے بڑے سوٹ کیس اٹھا کر چل پڑے۔ آخر انہیں بجری والا ایک ٹرک مل گیا۔ ڈرائیور نے انہیں سوار کر لیا لیکن انہیں اپنی منزل سے بہت دور شہر سے باہر اترنا پڑا۔

جہاں ٹرک نے ان کو اتارا وہاں ایک واحد ٹیکسی کھڑی تھی۔ اگر رون اکیلا ہوتا تو اس کی ڈگی نہ کھولنا۔ لیکن اس کے ساتھیوں کے سوٹ کیسوں کی وجہ سے اسے ڈگی کھولنی پڑی۔ سامنے ہی جارج ورور کا بیگ پڑا تھا۔

خداوند کیسے عجیب طریقہ سے کام کرتا ہے۔ اتنے طویل اور طرح طرح کے واقعات کا سلسلہ تاکہ ایک ایماندار کا بیگ واپس مل سکے

کیا دُعا مانگنے کا کچھ فائدہ ہے؟ کیا دُعا کی کچھ اہمیت ہے؟
واقعات پُکار پُکار کر اِس کا جواب دے رہے ہیں۔

جب مسیح کا کوئی پیروکار دُعائیہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اُس پر جلد ہی عیاں ہو جاتا ہے کہ یہ کتنا مشکل کام ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں مصنّفین نے اُن مسائل سے جو دُعا میں سر اُٹھاتے ہیں نپٹنے کی کوشش کی ہے۔ اُنہوں نے دُعا سے متعلق بہت سے سوالوں کا جواب کلامِ مقدس سے دیا ہے۔ اِن عملی ہدایات سے قارئینِ کرام کو دُعا کرتے رہنے اور ہمّت نہ ہارنے میں ضرور مدد ملے گی۔

۔ ناشرین ۔